عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۷ تا ۲۳/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/اپریل ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۶

دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ

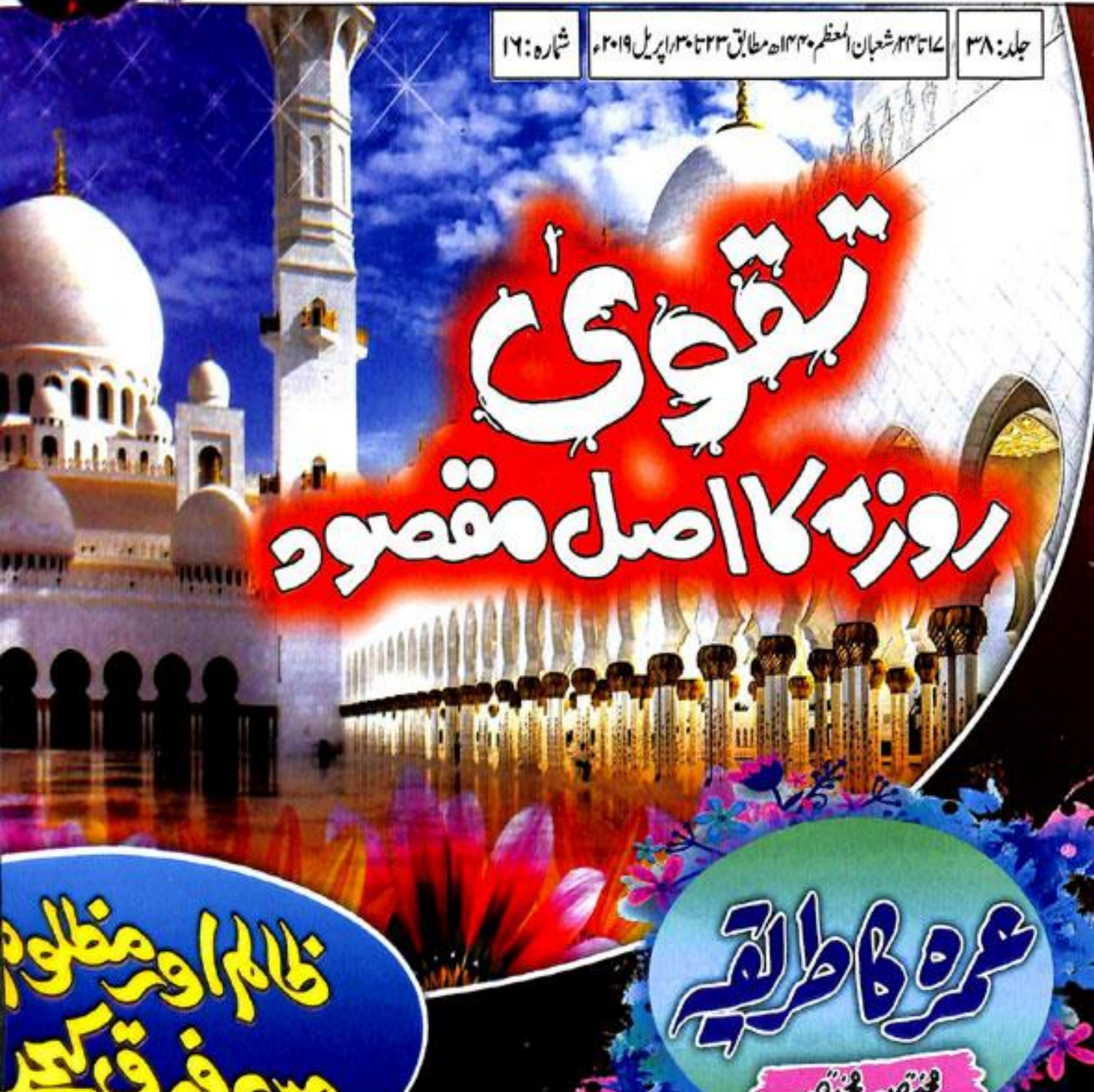

تقویٰ روزہ کا اصل مقصود

ظالم اور مظلو
میں فرق کیجیے

عمرہ کا طریقہ

مختصر مختصر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

ایک طلاق کے بعد رجوع

س:......عرض یہ ہے کہ میرا نکاح ہو چکا ہے، میرے نکاح کو دو سال ہونے والے ہیں، لیکن میری رخصتی نہیں ہوئی، مگر میرا، میری بیوی کے گھر جانا، ان سے خلوت میں ملنا، تنہائی میں ملنا بالکل عام ہے۔ جب سے نکاح ہوا ہے، اسی وقت سے ہم دونوں کا کراچی ساتھ آنا جانا یہاں رہنا عام ہے، لیکن اب میری بیوی سے لڑائی ہوگئی، اسکول میں مردوں کے ساتھ کام کرنے سے میں نے منع کیا تھا، اس بات پر اور لڑائی میں ایک دفعہ کہہ دیا: ''تجھے ایک طلاق دی'' اور پھر فوراً ہی رجوع بھی کر لیا اور اب بات بھی کرتے ہیں تو کیا طلاق ہوگئی؟ کیا رشتہ ختم ہوگیا؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر سائل کا بیان درست اور حقیقت و صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور اس کے بعد دوران عدت رجوع بھی ہو چکا ہے، جیسا کہ سوال میں درج ہے، لہٰذا اب سائل اور اس کی بیوی دونوں کے لئے میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنا جائز ہے۔ واضح رہے کہ جب سائل اور اس کی منکوحہ نے رسمی اور عرفی رخصتی سے قبل زوجیت کے تقاضوں پر عمل کر لیا ہے اور وظیفۂ زوجیت بھی ادا کر چکے ہیں تو اب ان کے سرپرستوں کو چاہئے کہ رسمی رخصتی بھی کرادیں تاکہ میاں بیوی کی آئندہ کی زندگی پُرسکون اور خوشگوار انداز سے گزر سکے۔

ہدایہ میں ہے:

''واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك أولم ترض لقوله تعالیٰ فامسكوهن بمعروف من غير فصل، ولابدمن قيام العدة ..... والرجعة ان يقول: راجعتك أو راجعت امرأتي وهذا صريح في الرجعة ولا خلاف بين الائمة .... ويستحب ان يشهد على الرجعة شاهدين فان لم يشهد صحت الرجعة ....الخ۔''

قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا

س:......کیا قیامت کے دن بندہ کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا؟ کیا یہ درست ہے؟

ج:......صحیح یہ ہے کہ قیامت کے دن آدمی کو ماں کے نام سے نہیں بلکہ باپ کے نام سے پکارا جائے گا، جیسا کہ دنیا میں باپ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت ابودرداؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تمہارے ناموں سے اور تمہارے آباء کے نام سے تمہیں پکارا جائے گا، پس اپنے اچھے اچھے نام رکھا کرو۔''

''عن ابی الدرداؓ رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تدعون یوم القیامة باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسماء کم. رواه احمد وابوداؤد۔'' (مشکوٰۃ)

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ راپریل ۲۰۱۹ء شمارہ:۱۶

اس شمارے میں!

ظالم اور مظلوم میں فرق کیا جائے!	۵	محمد اعجاز مصطفی
تقویٰ..... روزہ کا اصل مقصود	۸	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
عمرہ کا طریقہ..... مختصر مختصر	۱۱	حافظ محمد سعید لدھیانوی
دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ	۱۳	مفتی غلام مصطفی رفیق
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۱۸	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی پروگرام	۲۰	ادارہ
خانوادۂ نور وعثمانی کا اک چراغ (۲)	۲۳	مولانا محمد طلحہ رحمانی
تھالی کا بینگن (۱۳)	۲۵	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
دعائے انس رضی اللہ عنہ	۲۷	ادارہ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680219
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Tel:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

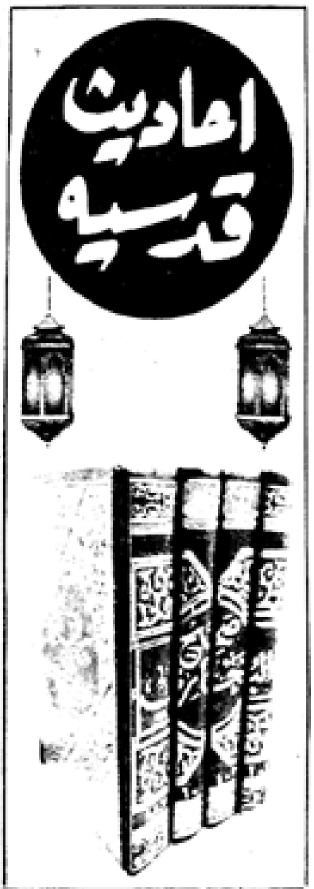

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۱۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے دوستوں کو مجھ سے قریب کردو، فرشتے عرض کریں گے: آپ کے دوست کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوگا: فقراء و مساکین! پس وہ فقراء قریب کردیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: میں نے دنیا تم پر اس لئے تنگ نہیں کی تھی کہ میں تم کو ذلیل کروں بلکہ میں یہ چاہتا تھا کہ تمہارا مرتبہ اور تمہاری بزرگی زیادہ کروں اور آج کے دن تمہاری عزت بلند کروں، پس تم مجھ سے اپنی تمنا کا اظہار کرو، پھر ان کو اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ (ابوالشیخ)

یعنی دنیا میں محتاج رکھنے سے تمہاری ذلت مقصود نہ تھی بلکہ قیامت میں تمہاری عزت و شرافت کا اظہار مقصود تھا۔

حدیث قدسی ۱۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے کی نیکیاں اور اس کے گناہ لائے جائیں گے پھر ایک دوسرے کا بدلہ ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس ایک نیکی بھی رہ جائے گی تو وہ بھی جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ (طبرانی)

حدیث قدسی ۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: میرے بندوں کے نامۂ اعمال کو دیکھو، جس کو تم دیکھو کہ مجھ سے جنت مانگتا تھا میں اس کو جنت دے دوں اور جس کو تم دیکھو کہ مجھ سے دوزخ سے بچنے کی دعا کرتا تھا، اس کو دوزخ سے پناہ دے دوں۔ (ابونعیم)

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

میت کی تدفین

س:...... میت کی تدفین کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

ج:...... میت کو غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد زمین میں دفن کردینا بھی فرض کفایہ ہے۔ دفن نہ کیے جانے کی صورت میں سب لوگ گناہگار ہوں گے، البتہ سمندری سفر میں اگر ساحل قریب نہ ہو تو غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد میت کے ساتھ کوئی بھاری روزنی چیز باندھ کر سمندر میں اتار دینا چاہئے جبکہ ساحل قریب ہو تو ساحل پر اتر کر زمین میں دفنانا چاہئے۔

تدفین کے لئے مخصوص جگہ کو قبرستان اور اس میں اس مقصد کے لئے کھودے گئے گڑھے کو قبر کہتے ہیں، قبر دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱) **بغلی قبر:** زمین کھود کر اس کے اندر کی طرف نیچے زمین سے مٹی نکال کر کھلی (خالی) کی جاتی ہے اور اس جگہ میں میت رکھ کر سائیڈ سے بند کردیا جاتا ہے، اسے بغلی قبر کہتے ہیں۔

(۲) **صندوقی قبر:** زمین کو کھود کر اس میں سیدھا سیدھا گڑھا تیار کرلیا جاتا ہے، اسے صندوقی قبر کہتے ہیں۔

قبر کی گہرائی کم از کم میت کے نصف قد کے برابر، زیادہ سے زیادہ پورے قد کے برابر، لمبائی پورے قد کے برابر اور چوڑائی نصف قد کے برابر ہونی چاہئے۔ زمین کے بہت زیادہ نرم ہونے اور قبر کے بیٹھ جانے کے خطرے کی صورت میں قبر کے اندر چاروں طرف اینٹوں کی دیواریں بنانے کی اجازت ہے۔ زمین اگر بہت ہی زیادہ نرم یا سیلاب زدہ ہو تو اس صورت میں میت کو لکڑی یا لوہے وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفنانے کی بھی اجازت ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ظالم اور مظلوم میں فرق کیا جائے!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے، جو اپنے ماننے والوں کو صلح وآشتی اور سلامتی وعافیت کا درس اور سبق دیتا ہے اور یہ درس صرف انسانیت کے لئے ہی نہیں، بلکہ جانوروں، پرندوں، حتیٰ کہ کیڑوں اور مکوڑوں کے لئے بھی ہے۔ اسلام صرف حالت جنگ میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے، اور اس میں بھی یہ تلقین کرتا ہے کہ یہ ہتھیار صرف اس کے خلاف استعمال ہو جو تمہارا محارب اور مقابل ہے۔ جو شخص گھر میں بیٹھا ہے اور تمہارے خلاف نہیں لڑ رہا تو اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرنا۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو کچھ نہیں کہنا۔ جو اپنے عبادت خانے میں عبادت میں لگا ہوا ہے، اس کو بھی نشانہ پر نہیں لینا۔ اسی طرح جو غیر مسلم اجازت لے کر مسلمان ملک میں آیا ہوا ہے، اس کی جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے۔ اسلام تو اپنے ماننے والوں کو یہاں تک تلقین کرتا ہے کہ ہتھیار تو دور کی بات ہے، حقیقی اور کامل مسلمان ہی وہ ہے جو دوسرے مسلمانوں کے خلاف اپنی زبان اور ہاتھ کو محفوظ رکھے۔ آج کوئی مذہب، کوئی معاشرہ اور کسی قوم کی تہذیب اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔

یہ اسلام کی ہدایات اور تعلیمات ہیں جن پر آج کا مسلمان بھی اسی طرح عمل پیرا ہے، جس طرح ان کے اسلاف اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عمل پیرا تھے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ آج یہودی اور عیسائی ایک ہو چکے ہیں۔ یہودی' عیسائیوں کو یہ باور اور ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا چکے ہیں کہ جب تک تم ہماری بات نہیں مانو گے، اس وقت تک تم دنیا پر اپنا تسلّط، غلبہ اور مسلمانوں کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتے۔

وہ انہیں کہہ چکے ہیں کہ تمہارے اس نیو ورلڈ آرڈر کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے خلاف ہر جگہ، ہر اعتبار اور ہر چیز سے جارحیت کا ارتکاب کرو، اس لئے گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے ورلڈ سینٹر کی تباہی کے ڈرامہ کے بعد اس وقت کے امریکی صدر جارج بش نے اپنی تقریر میں کروسیڈ (صلیبی جنگ) کا لفظ استعمال کیا، اس وقت سے آج تک مغربی دنیا اور اس کے پالتو لوگ اسی فلسفہ اور نظریہ پر عمل کرتے ہوئے عالم دنیا میں مسلمان ممالک، ان کے سربراہان، علمائے کرام، قائدین دینی اور مذہبی شخصیات اور عام دین دار مسلمانوں کو نشانہ پر رکھے ہوئے ہے۔ افغانستان، عراق، لیبیا، شام، اردن، برما، یمن، فلسطین، کشمیر اور پاکستان وغیرہ سب اس کی واضح مثالیں ہیں۔ نوبت بایں جا رسید کہ اب ٹرمپ کے مداح، اسلام دشمنی میں سرتاپا شرابور اصلی حقیقی دہشت گرد صلیبی فوجی وردی میں ملبوس برینٹن ٹارنٹ نامی درندہ صفت شخص نے ۱۵ مارچ ۲۰۱۹ء کو نیوزی لینڈ کے تیسرے بڑے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد: مسجد النور اور مسجد لین روڈ میں نماز جمعہ کے لئے موجود ۵۰ سے زائد مسلمانوں کو شہید اور ۴۵ کو زخمی کرکے بش کے فرمان کی تصدیق کر دی۔ اس لئے کہ وہ جس گن سے ان نہتے مسلمانوں پر بارود کی آگ برسا رہا تھا، اس پر صلیبی نعرے، صلیبی جنگجوؤں کے نام اور علامات درج تھیں، خاص طور پر ان جنگوں کے نام جن میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ دنیائے انسانیت کے چہرہ پر ایک بدنما داغ ہے، کیونکہ دنیا میں دہشت گردی کے متعدد اور مختلف نوعیت کے واقعات رونما ہوتے رہے ہیں، لیکن جس تعصب، نفرت اور سفاکیت کا مظاہرہ اس شخص نے کیا، تاریخ میں قریب قریب اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

طریقۂ واردات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ محض ایک شخص کی کارروائی نہیں تھی، بلکہ اس منصوبے میں کئی لوگ شریک تھے، جن میں سے صرف چار افراد کی گرفتاری کی خبریں تو منظر عام پر لائی گئی ہیں۔ باقی اس کے پیچھے کتنے لوگ، کونسی جماعت، یا کونسا ملک پشت پناہ ہے، اس کو ابھی تک منظر عام پر نہیں لایا گیا،

اسی لئے بہت سے ممالک نے اس کو بدترین دہشت گردی قرار دیا ہے، لیکن صدر ٹرمپ نے نہ تو اس کو دہشت گردی قرار دیا ہے اور نہ ہی مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کا کوئی کلمۂ خیر کہا ہے۔ اخبارات میں ہے کہ صدر ٹرمپ نے نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم کو ٹیلیفون کیا اور پوچھا کہ امریکہ آپ کی کیا مدد کر سکتا ہے؟ اس پر نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے اسے مشورہ دیا کہ ”امریکہ تمام مسلم کمیونٹی سے محبت اور ہمدردی کا اظہار کرے۔“ اس کے باوجود صدر ٹرمپ نے نہ تو جھوٹے منہ اس واقعہ کو دہشت گردی کہا، نہ مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کیا، بلکہ اس کے دس گھنٹے بعد اس نے گول مول الفاظ میں صرف قتل عام کی مذمت کی۔

یاد رہے کہ نیوزی لینڈ میں ۲۰۱۳ء کی مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ۴۶۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ فائرنگ کے وقت ۱۵ ممالک کے مسلمان جن میں پاکستان، سعودی عرب، ترکی، مصر، اردن، انڈونیشیا اور ملائیشیا کے نمازی اور مقامی نومسلم حضرات موجود تھے۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے افراد کے نام دفتر خارجہ کے ترجمان ڈاکٹر فیصل کے مطابق یہ ہیں: ۱:- سہیل شاہد ۲:- سید جہان داد علی ۳:- سید اریب احمد ۴:- محبوب ہارون ۵:- نعیم راشد ۶:- اور ان کے بیٹے طلحہ نعیم راشد ہیں، تین پاکستانیوں کی شناخت ابھی تک نہیں ہو سکی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام شہداء کے درجات بلند فرمائے۔ حملہ آور کا تعلق آسٹریلیا سے بتایا جاتا ہے، جس کا نام ”برینٹن ٹارنٹ“ ہے۔ یہ جم کا ٹرینر رہا ہے اور خود کو صلیبی سپاہی بھی کہتا ہے۔ سر پر لگے کیمرے کی مدد سے النور مسجد میں نمازیوں پر حملے کو فیس بک پر لائیو دکھاتا رہا، جس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ مسجد میں مردوں، عورتوں اور بچوں پر فائرنگ کر رہا ہے۔ یہ دہشت گرد ہتھیار گاڑی سے نکالتا ہے، جن پر مختلف عبارتیں لکھی ہوئی ہیں، اس نے یقینی بنایا کہ کوئی نمازی مسجد سے بچ کر نہ جا سکے، تین دفعہ وہ مسجد سے باہر گیا اور مسجد کے اندر آیا۔ مسجد کے مردانہ حصے سے فارغ ہو کر عورتوں کے نماز والے حصہ میں گیا اور ان پر فائرنگ کی، فائرنگ کے بعد اس نے دونوں ہالوں کا جائزہ لیا اور تمام افراد کی بظاہر موت کا یقین ہونے کے بعد یہ یہاں سے گیا: اب بتایا جائے کہ یہ جارج بش کے کروسیڈ (صلیبی جنگ) کے نظریہ کی عمل داری نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا مغربی دنیا اسے کسی دہشت گرد کی دہشت گردی کہتی ہے یا اس گھناؤنے عمل کو دہشت گرد کے مذہب سے جوڑتی ہے؟ یہ بھی مغرب کی منصف مزاجی کا بڑا امتحان ہے! نیوزی لینڈ میں مساجد کے نمازیوں پر یہ حملہ اور دہشت گردی کوئی پہلا واقعہ نہیں، بلکہ نائن الیون کے ڈرامہ اور اس وقت کے صدر جارج بش کے اس کروسیڈ کے لفظ کے بعد پوری دنیا میں کئی مساجد اور مسلمانوں پر کئی جان لیوا حملے ہو چکے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق:

”نیوزی لینڈ میں مساجد پر ہونے والا یہ پہلا حملہ نہیں، بلکہ آسٹریلیا، جرمنی، فرانس میں بھی مساجد کو نشانہ بنایا گیا۔ جرمن نشریاتی ادارے کے مطابق صرف ۲۰۱۰ء میں جرمنی میں ۲۷ مساجد کو نشانہ بنایا گیا۔ ۲۰۱۷ء میں یہ تعداد تین گنا بڑھ گئی۔ ۹۵۰ واقعات مسلمانوں کے خلاف رپورٹ ہوئے اور ۲۷ مساجد نشانہ بنیں۔ ۲۰۱۶ء میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ کئی مساجد کو آگ لگائی گئی۔ حیران کن امر یہ ہے کہ ان حملوں کو دہشت گردی قرار دینے یا دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ان حملوں کو اسلامی شدت پسندی سے جوڑا گیا۔ برطانیہ میں ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۷ء تک ۱۶۷ مساجد کو نشانہ بنایا گیا۔ یہی عالم امریکا کا بھی رہا۔ کیلی فورنیا، واشنگٹن، اوہائیو، ٹیکساس، فلوریڈا، ورجینیا، مشی گن، نیوجرسی اور میساچوسٹس وہ ریاستیں ہیں جہاں مساجد کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ فرانس کے دارالحکومت پیرس میں ۲۹ جولائی ۲۰۱۷ء کو ایک حملہ آور نے مسجد کے نمازیوں کو گاڑی کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی۔ اسی طرح فرانس کے دیگر حصوں میں مساجد پر حملے ہوئے، مگر ان کا سدباب کرنے کی بجائے بیسیوں مساجد کو بند کر دیا گیا۔ کینیڈا کے شہر کیوبک میں فرانسیسی نژاد الیگزنڈر راسٹنٹ نے مسجد پر حملے کر کے ۶ افراد کو شہید اور ۸ کو زخمی کیا۔ بلغاریہ میں بھی مسلمانوں کی تاریخی مسجد کو شہید کر دیا گیا۔“ (روزنامہ اسلام، کراچی، ۱۷ مارچ ۲۰۱۹ء)

چونکہ تمام ترمیڈیا ان یہودیوں کے کنٹرول میں ہے، اس لئے کسی سفید فام اور غیر مسلم کے دہشت گردانہ حملوں کے ذمہ دار کو دہشت گرد کہنے سے احتراز برتا جاتا ہے۔ اس کے لئے ”مسلح حملہ آور“ یا اس کے لئے ”ذہنی معذور“ کے الفاظ کا استعمال کر کے اس کے جرم کی سنگینی کو کم کرنے کی مقدور بھر کوشش کی جاتی ہے، اسے ہائی لائٹ کرنے سے بھی حتی الوسع گریز کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی حملہ آور مسلمان ہو تو ”دہشت گردی“ کا واویلا کیا جاتا ہے۔ نہ صرف اسے ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے، بلکہ نعوذ باللہ! اسے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بھی جوڑ دیا جاتا ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس دردناک سانحے کے بعد اقوام عالم کے سربراہان مل بیٹھتے اور دہشت گردی کے خلاف مذہبی اور نسلی منافرت سے ہٹ کر کوئی

ٹھوس اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرتے، مگر المیہ یہ ہے کہ نیوزی لینڈ میں بہنے والا خون مسلمانوں کا ہے، جو دنیا میں پانی سے زیادہ سستا سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ جنوری ۲۰۱۵ء میں فرانس میں دہشت گردی کے ایک حملہ میں ۱۷ افراد مارے گئے تھے، جس پر دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم چالیس ملکوں کے سربراہان نے لاکھوں افراد کے ہمراہ پیرس میں جمع ہو کر دہشت گردی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ کیا سمجھا جائے کہ فرانس میں بہنے والا خون سفید چمڑی والے غیر مسلموں کا تھا، اس لئے وہ دہشت گردی بھی تھی، ظلم بھی تھا اور اس میں کام آنے والے مظلوم بھی تھے، لیکن یہاں بہنے والا خون مسجد میں موجود مسلمانوں کا ہے، جو نہ تو دہشت گردی کے زمرہ میں آتا ہے اور نہ ہی اس میں شہادت کا رُتبہ پانے والے نمازی حضرات مظلوم ہیں۔ آخر دونوں میں فرق کیوں؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ جہاں بھی اور جس کے خلاف بھی ظلم ہو تو ظالم کو ظالم اور مظلوم کو مظلوم کہا جائے، تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے میں مدد ملے، لیکن ہائے افسوس! کہ دنیا آج اس انصاف اور فرق سے عاری نظر آتی ہے۔

اس سانحے پر نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے جس جرأت، بہادری اور ثابت قدمی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ غم اور ہمدردی کا ثبوت دیا، اس پر پاکستانی قوم کے علاوہ پوری اُمت مسلمہ انہیں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ اس واقعہ سے اگلے جمعہ کو مسلمان عورتوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے طور پر نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم سمیت وہاں موجود تمام غیر مسلم خواتین نے سر پر دوپٹہ اوڑھا، جمعہ کی اذان سرکاری طور پر پورے ملک میں نشر کی گئی، جس کا دنیا بھر میں بہت اچھا اثر مرتب ہوا، کئی غیر مسلم اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوگئے، وہاں وزیر اعظم نے نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ میں اجلاس کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کرایا، اپنے خطاب کا آغاز ''السلام علیکم'' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کیا، اس نے پارلیمنٹ میں اپنے خطاب میں کہا کہ:

''اس حملہ آور کو کئی چیزیں مطلوب تھیں، ایک ان میں شہرت بھی تھی، وہ دہشت گرد ہے، وہ مجرم ہے، وہ انتہاء پسند ہے۔'' اس نے کہا: میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ ان کا نام لیں جنہوں نے اس واقعہ میں جان گنوائی ہے، نہ کہ اس کا جس نے اسے انجام دیا۔ وزیر اعظم نے پاکستانی نوجوان نعیم راشد کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ نعیم راشد جس کا تعلق پاکستان سے ہے، حملہ آور سے بندوق چھیننے کی دوڑ میں شہید ہوگئے، انہوں نے مسجد میں عبادت کرنے والے لوگوں کو بچانے کے لئے اپنی جان گنوادی، مرنے والوں کا تعلق اس مذہب سے تھا جو کشادہ دل کے ساتھ سب کا استقبال کرتے ہیں، ان کی بہادری اور جرأت کو نیوزی لینڈ کی قوم ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اسی طرح حاجی داؤد نبی ۷۱ سال کا ایک شخص تھا جس نے النور مسجد کا دروازہ ان الفاظ کے ساتھ کھولا: ہیلو برادر! خوش آمدید، یہ آخری الفاظ تھے، انہیں نہیں پتا تھا کہ دروازہ کے پیچھے کس قدر نفرت ہے، لیکن ان کا استقبال کا طریقہ بتاتا ہے کہ وہ ایسے مذہب کے رکن تھے جو تمام لوگوں کو کشادہ دلی اور فکر کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہے۔'' (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲۰ مارچ ۲۰۱۹ء)

اب خبریں آرہی ہیں کہ اس قاتل کو ہیرو بنانے کی عدالتی سازش ہو رہی ہے، کیونکہ اخبارات کے مطابق: ''سفاک قاتل نے عدالت میں پیشی کے موقع پر بھی سفید فاموں کی برتری ظاہر کرنے والا خصوصی نشان بنا رکھا تھا، جس پر اسے عالمی سطح پر بالخصوص یورپی ممالک میں مسلمانوں سے نفرت رکھنے والے نسلی انتہاپسندوں کی جانب سے خاصی مقبولیت اور پذیرائی مل گئی ہے۔ باخبر ذرائع کا ماننا ہے کہ اسے عدالت میں ایسا موقع دینے کی خفیہ تیاریاں کی جارہی ہیں کہ وہ عدالت کو اپنے کئے کی سزا پانے کی بجائے ایک منبر کے طور پر استعمال کرسکے۔ بے رحم دہشت گرد عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر میڈیا کے سامنے مزید اشتعال انگیز بیان دینے کی ریہرسل کر رہا ہے اور اس کے وکلاء اور قانونی ماہرین اس کی مدد کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ بہر حال اب نیوزی لینڈ کی حکومت اور ذمہ داران کا امتحان ہے کہ وہ اس سفاک قاتل کو کیفرِ کردار تک کب پہنچاتے ہیں اور ان کے پیچھے کارفرما نظریہ اور منصوبے کو کس طرح خاک میں ملاتے ہیں؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، نائب امراء اور جملہ اکابرین ختم نبوت نیوزی لینڈ کی مساجد میں شہادت کا رتبہ پانے والوں کے لئے رفع درجات اور ان کے پسماندگان اور لواحقین سے تعزیت اور ان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام شہداء کی مغفرت فرمائے، ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے بچوں کی کفالت و کفایت اور اعزہ و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

تقویٰ
روزہ کا اصل مقصود

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام نے جتنی عبادتیں فرض کی ہیں، ان میں انسان کی تربیت اور اصلاح کا پہلو بھی ملحوظ ہے، روزہ بھی ان ہی عبادتوں میں سے ایک ہے، جس میں نفس کی تربیت اور تزکیہ کی غیر معمولی صلاحیت ہے، قرآن مجید نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ تم پر روزے اس لئے فرض کیے گئے ہیں؛ تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو: "کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" (البقرۃ: ۱۸۳)

"تقویٰ" کا لفظ عربی زبان میں "وقایہ" سے ماخوذ ہے، وقایہ کے معنی انتہائی درجہ حفاظت کے ہیں، تقویٰ کے معنی جہاں بچنے کے ہیں وہیں خوف اور خشیت کے بھی ہیں اور قرآن مجید میں مختلف مواقع پر یہ لفظ اسی معنی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ (دیکھئے: النساء: ۱، الشوریٰ: ۱۰۶، آل عمران: ۱۰۲) گویا محض اللہ تعالیٰ کے خوف سے آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے اسی کا نام "تقویٰ" ہے۔

اسی کو سلف صالحین نے مختلف الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے، خود حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جب تک بندہ گناہ کی باتوں سے بچنے کے لئے ازراہ احتیاط بعض جائز باتوں سے بھی اجتناب نہ کرے متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (تفسیر کبیر: ۱۸۳/۱) حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت اُبیؓ سے تقویٰ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت اُبیؓ نے ایک مثال کے ذریعہ تقویٰ کو سمجھایا، حضرت اُبیؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ کبھی کسی خاردار راستہ سے گذرے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں، حضرت اُبیؓ نے دریافت کیا کہ اس موقع سے آپ نے کیا کیا؟ فرمایا: میں نے پائینچے اٹھالئے اور احتیاط سے کام لیا "تشمرت وحذرت" حضرت اُبیؓ نے فرمایا کہ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۶۲/۱) گویا دنیا ایک رہگذر ہے جو خاردار جھاڑیوں سے گھری ہوئی ہے، یہ جھاڑیاں خواہشات اور گناہوں کی ہیں، جو انسان کے دامن عمل سے لپٹ جانا چاہتی ہیں، متقی شخص وہ ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے دامن کو خدا کی نافرمانیوں اور عصیان شعاریوں سے بچا کر دنیا کا یہ سفر طے کرلے۔

اس طرح تقویٰ ایک جامع لفظ ہے، جو خیر کی تمام باتوں کو شامل ہے۔ (قرطبی: ۱۶۲/۱) چناں چہ مشہور بزرگ شیخ ابو یزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے کہ جو کچھ کہے، اللہ کے لئے کہے، اور جو کچھ کرے اللہ تعالیٰ کے لئے کرے: "من اذا قال قال للّٰہ ومن اذا عمل عمل للّٰہ" (حوالہ سابق: ۱۶۱/۱) تقویٰ کے اسی وسیع مفہوم کو قرآن مجید نے سورۃ البقرۃ کے شروع میں بیان فرمادیا ہے کہ:

"متقی وہ لوگ ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔" (البقرۃ: ۳-۴)

اس سے معلوم ہوا کہ تین باتوں کو تقویٰ میں بنیادی اہمیت حاصل ہے، ان میں پہلی چیز عقیدہ و ایمان کی اصلاح ہے، یہ اسلام کی خشت اوّل ہے اور اسی پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہے، ایمان کا حاصل یہ ہے کہ خدا و رسول کی بتائی ہوئی ان دیکھی باتوں پر اس کا یقین ایسا ہو جیسا انسان کو دیکھی ہوئی باتوں کا یقین ہوتا ہے، "یقین" بہ ظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے؛ لیکن درحقیقت کسی بات کا یقین انسان کی زندگی میں بہت بڑے انقلاب کا داعی ہوتا ہے، اگر لوگوں کے مجمع میں پلاسٹک کا مصنوعی سانپ بنا کر رکھ دیا جائے یا کسی عجائب خانہ میں شیر کا بھیانک مجسمہ بنا ہوا ہو تو کتنے ہی بڑے اور چھوٹے، بچے اور جوان، مرد اور عورت اس کو ہاتھ لگاتے ہیں، اس سے کھیلتے ہیں اور بعض منچلے تو اس کی سواری کرنے سے بھی نہیں چوکتے؛ لیکن اگر لوگوں کے مجمع میں اس سے بہت چھوٹا حقیقی اور زندہ شیر آجائے یا سانپ نکل آئے تو ہر شخص کا خوف سے بُرا حال ہوگا، اچھے اچھے بہادروں کو بھی راہِ فرار مطلوب ہوگی، نہ کھیل ہوگا نہ تماشہ ہوگا، نہ تبصرہ کی ہمت ہوگی، یہ "یقین" کا فرق ہے: حالاں کہ شکل و صورت کے اعتبار سے دونوں شیر اور سانپ ہیں؛ لیکن آدمی جس چیز کے بارے میں شیر اور سانپ ہونے کا یقین نہ رکھتا ہو تو خواہ بہ ظاہر وہ کتنا ہی بھیانک نظر آئے؛ اس سے کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوتا ہے اور جب شیر ہونے کا یقین ہو جائے تو سوچ کے انداز ہی بدل جاتے ہیں۔

"ایمان" ایسے ہی انقلاب انگیز یقین کا نام ہے، جو دلوں کی دنیا میں ہلچل پیدا کردے اور فکر و نظر

کی کائنات میں انقلاب کا پیامبر ثابت ہو، خدا پر ایمان انسان میں ایسی کیفیت پیدا کردے کہ گویا وہ اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہے اور اس کے دامن کو تھامے ہوا ہے، خدا کی محبت اس کے دل سے اُمنڈنے لگے، اللہ تعالیٰ کی خوش نودی پر چل کر وہ اتنا خوش ہو کہ گویا اس نے سب سے بڑی نعمت پالی ہے، خدا کے عذاب کا خوف اس کو لرزا دے اور اس کی آنکھوں کو اشکبار کیے بغیر نہ رہے، اسے ایسا لگے کہ جیسے جنت اور دوزخ اس کے سامنے رکھی ہوئی ہے، خدا کی کتاب پر اس کو اس درجہ کا یقین حاصل ہو کہ آنکھوں دیکھی باتوں پر بھی آدمی کو اس درجہ اطمینان نہیں ہوتا، اسے یوں لگے کہ جیسے یہ کتاب اسی کو مخاطب کر رہی اور اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام اور سرگوش ہے، اس کیفیت کے بغیر ہمارا ایمان ناقص اور نا تمام ہے، ایک بے روح ایمان جو نہ گناہوں سے ہمارے قدموں کو روک سکے اور نہ نیکیوں کی طرف ہمیں لے جا سکے، تقویٰ کے لئے یہ پہلا زینہ ہے!

دوسری چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا: نمازوں کا قائم کرنا ہے، نماز کیا ہے؟ اپنے آپ کو خدا کے آگے بچھا دینا اور سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے سانچہ میں ڈھال لینا! زبان خدا کے ذکر سے تر ہے، ہاتھ نیاز مندانہ خدا کے سامنے بندھے ہوئے ہیں، آنکھیں ایک غلام کی طرح جھکی ہیں، جسم بے حرکت کھڑا ہے، پھر جب نمازی رکوع میں جاتا ہے تو فروتنی اور بڑھ جاتی ہے، پشت خمیدہ، سرافگندہ، زبان پر تسبیح، اب سجدہ کی منزل ہے، جو عجز وانکساری اور بے بسی کا نقطۂ عروج ہے، سر، پیشانی اور ناک انسان کے عزت ووقار کا سب سے بڑا مظہر ہیں؛ لیکن خدا کے سامنے یہ سب زمین پر خاک آلود ہیں، ہاتھ بچھے ہوئے ہیں، جسم کے ایک ایک انگ سے خود سپردگی اور غلامی وبندگی ظاہر ہے، قدم قدم پر خدا کی کبریائی کا نعرہ ہے، اس کی حمد وثناء کا زمزمہ ہے، الحاح والتجا ہے، تضرع ودعاء ہے، اپنی گنہ گاری کا اقرار واعتراف ہے، واقعہ یہ ہے کہ نماز خدا کی بندگی کا ایسا فطری اور اثر انگیز طریقہ ہے کہ اس کی ایک ایک کیفیت سے روح وجد میں آئے اور انسان کو خدا سے اپنی قربت کا احساس ہونے لگے، اس کو یوں محسوس ہونے لگے جیسے وہ خدا کے سامنے کھڑا ہے۔

پس یہ نماز ایک عنوان ہے اور اس کے ذریعہ انسان کو ان تمام اعمال کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا ہے کہ خدا کا کوئی حکم مسلمان سے ٹوٹنے نہ پائے، ایسا نہ ہو کہ انسان اپنی خواہشات اور چاہتوں کا ایسا دیوانہ ہو جائے کہ اللہ کی مرضیات اور اس کی چاہتیں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں، وہ خدا کے حکم کو ہر حکم پر مقدم رکھے اور جہاں نفس کو گراں گذرے وہاں بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو اپنے آپ پر نافذ کرے۔

متقیوں کی تیسری صفت "انفاق" ہے، انفاق کے معنی خرچ کرنے کے ہیں، قرآن کے بیان کے مطابق تقویٰ والوں کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی کم وبیش عطا ہوتا ہے، وہ اس کا ایک حصہ اپنے غریب بھائیوں پر خرچ کرتا ہے، دراصل دنیا میں جو چیز سب سے زیادہ دامن نفس کو کھینچتی اور اپنا فریفتہ کرتی ہے وہ مال ودولت ہے، اس کی حرص اَوّلاً خدا سے بے توجہ کرتی ہے، پھر دولت وثروت کا نشہ دل ودماغ پر چڑھتا ہے اور کبر وغرور انگڑائیاں لینے لگتے ہیں، یہی کبر دین واخلاق کے لئے سم قاتل ہے، اس سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے، ایثار کا جذبہ مفقود ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے حقوق کو ایک بوجھ سمجھنے لگتا ہے "انفاق" اسی کا علاج ہے، گویا انفاق سے صرف دوسرے انسانوں کی مالی اعانت ہی مراد نہیں ہے؛ بلکہ یہ "حقوق العباد" کے لئے ایک عنوان کے درجہ میں ہے کہ جیسے انسان خدا کے حقوق ادا کرے، اسی طرح خدا کی مخلوق کے حقوق کی بھی رعایت کرے، اس لئے کہ خدا کا حق اپنی ضرورت سمجھ کر ادا کرے، اسی طرح خدا کی مخلوق کے حقوق کی بھی رعایت کرے، اس لئے کہ اپنی ضرورت سمجھ کر ادا کرتا ہے، خدا انسان کی عبادت اور بندگی کا محتاج نہیں اور لوگوں کے حقوق کا ادا کرنا لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر ہے کہ انسان محتاج اور ضرورت مند ہے، اسی لئے بعض وجوہ سے حقوق الناس کی اہمیت حقوق اللہ سے بھی زیادہ ہے۔

اس طرح تقویٰ تین باتوں کو شامل ہے، دل میں ایمان ویقین کی حقیقی کیفیت کو پیدا کرنا، ایسا یقین جو دل کی دنیا کو بدل دے اور خدا کی مرضیات کو بجالانے میں اسے لطف آنے لگے، دوسرے وہ اللہ کے حقوق کو ادا کرنے والا ہو، فرائض وواجبات کو پورا کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو، تیسرے وہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے والا ہو، مال کے ذریعہ بھی غریب بھائیوں کا تعاون کرتا ہو اور اپنی زبان سے بھی لوگوں کی عزت وآبرو کو محفوظ رکھتا ہو، اس طرح تقویٰ پوری انسانی زندگی کو شامل ہے اور زندگی کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں۔

انسان کو چاہئے کہ جیسے وہ اپنی جسمانی بیماریوں کو تلاش کرتا ہے، اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو بھی تلاش کرے اور ان کے علاج کی طرف متوجہ ہو، کسی کی بیماری ایمان وعقیدہ میں چھپی ہوئی ہے وہ نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے؛ لیکن توہمات کا شکار ہے اور خدا سے نفع ونقصان کے بجائے دنیا کی چیزوں سے نفع ونقصان کا یقین اپنے دل میں بٹھائے ہوئے رہے، خدا کے خزانۂ غیبی سے زیادہ

دنیا کے اسباب پر اس کا یقین ہے، تو اس کا تقویٰ یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کی اصلاح کرے، اگر ایک شخص نیکیوں کے تمام کام کرتا ہو؛ لیکن نماز کی توفیق سے محروم ہو تو نماز کا اہتمام ہی اس کے لئے تقویٰ کی کسوٹی ہے، عبادت کا اہتمام کرتا ہو؛ لیکن لوگوں کے حقوق میں غافل ہو، غریب بھائیوں پر خرچ کرنا اس کی ڈکشنری میں نہ ہو تو اس کے لئے تقویٰ کا معیار ''انفاق'' ہے، اگر نماز و روزہ کی بھی توفیق ہو، اللہ کے راستہ میں خرچ بھی کرتا ہو؛ لیکن اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں، اس کی زبان لوگوں کی عزت ریزی پر کمربستہ رہتی ہو، اس کا سینہ کینوں اور کدورتوں سے معمور ہو، لوگ اس کی ترش روئی سے گھبراتے اور اس کی تندکلامی سے خوف کھاتے ہوں تو اخلاق میں اس کا تقویٰ چھپا ہوا ہے، اگر وہ اس کی اصلاح کرلے، تو ''متقی'' ہے۔

غرض تقویٰ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے اور تقویٰ کی منزل تک پہنچنا اس کے بغیر ممکن نہیں کہ انسان اپنی روحانی بیماری کی شناخت کرے اور جہاں گناہ کا پیپ ہے وہیں اصلاح کا نشتر لگائے، اگر اللہ تعالیٰ نے کچھ نیکیوں کی توفیق فرمائی، تو اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ کسی مریض کے لئے اس سے زیادہ نقصان دہ کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے آپ کو صحت مند تصور کرنے لگے، روزہ کا مقصد ایک مسلمان کو تقویٰ کی منزل تک پہنچانا ہے، اب جب کہ رمضان المبارک شروع ہوا چاہتا ہے، ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں اور احتساب کا آئینہ اپنے رخِ زندگی کے سامنے کر دیں اور دیکھیں کہ کیا ہم نے تقویٰ کی طرف سفر شروع کردیا ہے اور اگر شروع نہیں کیا تو کیا اب بھی اس کا وقت نہیں آیا؟؟؟

☆☆............☆☆

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ پر حملہ کی مذمت

۱۴؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ ۲۲؍مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعۃ المبارک نمازِ جمعہ سے کچھ دیر پہلے جمعہ کے خطبہ اور نماز کے لئے دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث اور نائب صدر، ہزاروں علماء کے استاذ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم پر کراچی میں نیپا پل سے نیچے اُترتے ہوئے سفاکیت اور درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھ دہشت گردوں نے حملہ کردیا۔ پہلے اگلی گاڑی کو نشانہ بنایا جس میں موجود ایک گارڈ شہید اور ڈرائیور زخمی ہوگیا، جو اب شہادت کا رتبہ پاچکا ہے اور پھر پیچھے سے آنے والی حضرت کی گاڑی پر حملہ کیا جس میں موجود گارڈ شہید اور ڈرائیور زخمی ہوگیا۔ اس ڈرائیور نے زخمی ہونے کے باوجود بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود ڈرائیونگ کرکے حضرت کو بحفاظت لیاقت نیشنل ہسپتال تک پہنچایا۔ حضرت مفتی صاحب نے اسے فرمایا بھی کہ آپ کا ہاتھ زخمی ہے، میں ڈرائیونگ کرلیتا ہوں، اس نے نہ صرف حضرت کو گاڑی چلانے سے منع کیا، بلکہ کہا کہ حضرت! آپ ایسا نہ کریں، دہشت گردوں نے دو مرتبہ حملہ کرلیا ہے، اگر باہر نکلیں گے تو اندیشہ ہے کہ وہ پھر نہ آجائیں، بلکہ آپ سیٹ پر ہی تھوڑا نیچے ہوکر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ اس ڈرائیور کو جزائے خیر دے اور اسے جلد از جلد صحت یاب فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے حضرت مفتی صاحب، ان کی اہلیہ اور دو چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو محفوظ رکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس حملہ میں شہید تمام حضرات کی شہادت کو قبول فرمائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، ان کے بچوں کی کفالت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کو صحت وعافیت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ لمبی عمر نصیب فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی سرپرستی میں ایک وفد حضرت مفتی مدظلہ صاحب کی خیریت دریافت کرنے اور شہداً کی تعزیت ودعا کے لئے دارالعلوم پہنچا، جس میں مولانا مفتی خالد محمود اور راقم الحروف بھی شامل تھے۔

ادارہ اور ان کے ذمہ داران اس واقعہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کو خاطر خواہ سیکورٹی مہیا کی جائے، آپ پر حملہ آور دہشت گردوں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ان کے پیچھے جو قوتیں اس مذموم اور گھناؤنی سازش میں شریک ہیں، ان کو بے نقاب کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ خاص نازک وقت پر جب کہ ملائیشیا کے وزیر اعظم محترم جناب مہاتیر بن محمد پاکستان کے دورہ پر تھے، اگلے دن ۲۳؍مارچ یوم پاکستان کی فوجی پریڈ میں وہ مہمان خصوصی تھے، اس سے ایک روز قبل حضرت مفتی صاحب جیسی شخصیت پر حملہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے، اس لئے پاکستان کے تمام ذمہ داران اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس سازش کو ضرور بے نقاب کریں اور اس میں ملوث تمام کرداروں کو عبرت ناک سزا دیں، تاکہ ہمارا ملک پاکستان دشمنوں کی سازشوں کی آماجگاہ بننے سے محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ تمام علماء کرام سے جو سیکورٹی لے لی گئی ہے، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سب نہ صرف یہ کہ ان کو واپس کی جائے، بلکہ ان کی سیکورٹی کو بڑھایا جائے، اس لئے کہ اس سے پہلے کئی مقتدر علماء کرام اور بیش قیمت ہستیوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر امت کو ان کے فیوض وبرکات سے محروم کیا جاچکا ہے۔ (مولانا محمد اعجاز مصطفی)

عمرہ کا طریقہ..... مختصر

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

تیاری: (۱) حجامت بنوائیں، خط بنوائیں، ناخن کاٹیں، بغل اور زیر ناف بال صاف کریں اور غسل کر کے تیل لگائیں، کنگھا کریں اور جسم کو خوشبو لگائیں۔ واضح رہے کہ احرام کی حالت میں آپ تیل، کنگھا یا خوشبو نہیں لگا سکتے۔

(۲) مرد احرام کی دو بغیر سلی چادریں ایک تہبند کی طرح اور دوسری چادر کی طرح کندھوں پر ڈال لیں، دونوں شانے ڈھکے رہیں۔ خواتین کا اپنا لباس ہی احرام کا لباس ہے۔ احتیاطاً ایک رومال سر پر باندھ لیں تا کہ سر کے بال نظر نہ آئیں اور چہرے پر کپڑا نہ لگے۔

(۳) دو رکعت نفل برائے احرام ادا کریں، مکروہ وقت نہ ہو (مرد حضرات سر ڈھک کر نماز پڑھیں، کیونکہ ابھی نیت نہیں کی) نفل کے بعد خوب دعائیں مانگیں۔

نیت: اب نیت کریں (مرد سر سے ٹوپی یا چادر اتار لیں) نیت: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِی وَتَقَبَّلْھَا مِنِّی'' اس وقت یاد نہ ہو تو اردو میں مانگ لیں کہ: اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے عمرہ کی نیت کرتا رکرتی ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرما دے اور قبول فرما اور پھر تین دفعہ تلبیہ پڑھیں۔ اب آپ احرام کی حالت میں آگئے، جب بھی تلبیہ پڑھیں تو تین دفعہ پڑھیں۔

احتیاط: احرام کی حالت میں مرد ایسا جوتا یا چپل نہ پہنیں کہ جس سے پاؤں کی اوپری ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔ مرد سر اور چہرے پر کپڑا نہ لگنے دیں اور خواتین چہرے پر کپڑا نہ لگنے دیں۔ اب آپ کا بال نہ ٹوٹے، نہ ناخن کاٹیں، نہ کسی قسم کی کوئی فحش بات یا حرکت کریں، نہ خوشبو رتیل لگائیں اور نہ ہی ایسی چیز سے لگیں کہ جس پر اندیشہ ہو کہ خوشبو لگی ہوئی ہے۔

پہلی نظر: حرم شریف پہنچ کر نظریں نیچی رکھیں۔ مسجد میں داخلہ کی دعا مانگیں اور سنت اعتکاف کی نیت کریں۔ حرم میں داخل ہوں۔ صحن میں پہنچ کر راستے سے ایک طرف کھڑے ہو کر نظریں اٹھائیں آپ خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ نظریں خانہ کعبہ پر گاڑ دیں، یہ آپ کی پہلی نظر ہے اور دعا مانگیں کہ یہ قبولیت کی سب سے بہترین گھڑی ہے اس وقت کو نہ کھوئیں۔ بہترین اور مختصر دعا یہ ہے کہ: ''اے اللہ! میری تمام دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما'' واضح رہے کہ یہ وقت صرف پلک جھپکنے تک کا ہے۔

طواف: (۱) تلبیہ پڑھتے ہوئے مطاف میں پہنچیں اور کالی پٹی سے تقریباً ایک قدم پہلے رُک جائیں۔ تلبیہ روک دیں۔ اب آگے تلبیہ بالکل نہیں پڑھی جائے گی۔

(۲) قبلہ رُخ ہو کر طواف کی نیت کریں:

''اللّٰھم انی ارید طواف بیتک الحرام سبعة اشواط للّٰہ تعالیٰ فیسرہ لی وتقبلہ منی''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیرے محترم گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں سات چکروں کے ساتھ تو۔ سے میرے لئے آسان فرما دے اور قبول فرما۔''

(۳) چادر دائیں کندھے سے اتار کر بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لیں۔ یہ اضطباع ہو گیا۔

(۴) نیت کے بعد سرک کر کالی پٹی پر آ جائیں اور اپنا رخ حجر اسود کی طرف کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے: ''بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد'' کہتے ہوئے گرا دیں۔ جیسے نماز پڑھتے وقت تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

(۵) اب فوجیوں کی طرح دائیں طرف مڑ جائیں اور طواف شروع کر دیں۔ چونکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں، لہٰذا مرد پہلے تین چکروں میں اضطباع (دایاں کندھا ننگا کر کے) اور رمل یعنی پہلوانوں کی طرح (کندھے ہلاتے ہوئے) چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلیں گے۔ خواتین عام رفتار سے ہی چلیں گی۔ طواف کے دوران آپ خوب دعائیں مانگیں۔ کتابیں دیکھ کر دعا مانگنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہو سکے تو ان دعاؤں کا ترجمہ پڑھ لے، تا کہ دورانِ طواف آپ دعا مانگتے وقت ان دعاؤں کو بھی شامل کر لیں۔

(۶) رکن یمانی پر نہ ہاتھ اٹھائیں نہ تکبیر کہیں۔ اگر احرام کی حالت میں نہ ہوں تو ہاتھ لگائیں۔ رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان دعا

’’ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وادخلنا الجنۃ مع الابرار یا عزیز یا غفار یارب العالمین۔‘‘ پڑھیں۔

(۷) حجر اسود پر کالی پٹی پر پہنچ کر استلام کریں۔’’بسم اللّٰہ، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد‘‘ کہیں۔اس طرح آپ کا ایک چکر پورا ہوگیا۔اسی طرح ساتوں چکر لگائیں اور آٹھواں استلام کرکے پٹی سے آگے کی طرف کو نکلیں۔

ملتزم: حجراسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کی جگہ ملتزم ہے۔طواف سے فارغ ہوکر اس جگہ اگر احرام میں نہ ہوں تو لپٹ کر دعا مانگیں اور اگر احرام کی حالت میں ہوں تو دور ہٹ کر دعا مانگیں۔

مقامِ ابراہیم: طواف سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیم پر آئیں اور مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوکر دوگانہ نماز نفل واجب الطواف ادا کریں۔نفل کے بعد خوب دعا مانگیں۔

زم زم: آپ کا طواف مکمل ہوا اب آپ زم زم پر جائیں۔قبلہ رخ کھڑے ہوکر اور خوب سیر ہوکر زم زم پئیں۔سر پر ڈالیں جسم پر ڈالیں۔غرض خوب پئیں اور سیر ہوجائیں،اس کے بعد زم زم کی دعا مانگیں:

’’اللّٰھم انی اسئلک علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وعملاً صالحاً وشفآء من کل دآء۔‘‘

سعی: (۱) زم زم پینے کے بعد کالی پٹی پر آکر حجر اسود کا استلام کریں اور صفا پر آجائیں۔ صفا پر پہنچ کر قبلہ رخ ہوکر نیت کریں کہ:

’’اللّٰھم انی ارید السعی للّٰہ تعالیٰ فیسرہ لی وتقبلہ منّی‘‘

ترجمہ:’’اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے سعی کی نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرما اور اسے قبول فرما۔‘‘

اس کے بعد حمد وثناء اور دعا کریں۔

(۲) اب صفا سے مروہ کی طرف دعائیں ذکر کرتے ہوئے چلیں اور سبز روشنی والے پلروں کے درمیانی فاصلے کو تیز دوڑ کر عبور کریں،خواتین اپنی عام رفتار سے ہی چلیں گی، پھر دعا مانگتے ہوئے پار کریں۔

’’رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم‘‘

(۳) مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔ واضح رہے کہ صفا اور مروہ پر صرف دعا مانگنی ہے۔حجر اسود کے استلام کی طرح نہیں کرنا ہے۔

(۴) صفا سے مروہ تک ایک چکر مکمل ہوا، اسی طرح سے مروہ سے صفا تک دوسرا چکر لگائیں اور یوں سات چکر پورے کرلیں۔

(۵) سعی کے بعد مرد حضرات سر منڈوائیں یا قصر کروائیں۔خواتین اپنے بالوں کی لٹ اپنی انگلی کی پور پر لپیٹ کر کٹوائیں۔

ضروری وضاحت: مطاف میں حجر اسود کی سیدھ کے لئے لگائی گئی کالی پٹی اب ختم کردی گئی ہے، لہٰذا اب آپ سیدھ کا اندازہ احتیاط سے حجر اسود اور حجر اسود کے سامنے لگی ہوئی سبز ٹیوب لائٹوں سے لگائیں۔

☆☆..........☆☆

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس، کہروڑپکا

کہروڑپکا (محمد امیر ساجد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا و جملہ انتظامیہ جامع کی مسجد پرانا بہاولپور روڈ کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس ۲۹ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت پیر طریقت شیخ الحدیث مولانا حبیب احمد مدظلہ نائب شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم نے جبکہ سرپرستی مولانا منیر احمد ریحان امیر عالمی مجلس کہروڑپکا نے فرمائی۔ مولانا حبیب الرحمن مدنی نگران اعلیٰ جامعہ باب العلوم اور شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل دارالقرآن نائب امیر عالمی مجلس کہروڑپکا نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز حافظ محمد عمار بلال کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ خصوصی تلاوت مولانا قاری محمد ناصر نے اور ہدیہ نعت رسول آصف برادران وملک مبشر صائم علوی نے پیش کیا۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد وسیم اسلم مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے میرپور خاص سندھ کے مبلغ مولانا مختار احمد، بہاول پور ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، محسن المدارس حافظ محمد نواز اور کراچی سے تشریف لانے والے خصوصی مہمان حضرت مولانا محمد یوسف اورکزئی علی خیل مدظلہ خطیب جامع مسجد توسین گلشن منیر ملیر کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے سیرت خاتم الانبیاء کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر زور دیا۔ خصوصی مہمان حضرت مولانا محمد یوسف اورکزئی علی خیل نے فرمایا کہ ہر مسلمان کو خاتم الانبیاء کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ اسی میں امت مسلمہ کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اس موقع پر مولانا عبدالرزاق، مولانا قاری محمد رفیق، بھائی محمد عبداللہ، بھائی عمر فاروق موجود رہے۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے حاجی محمد اسلم بھٹی، حاجی محمد بلال بھٹی، بھائی محمد عارف اور بھائی احمد نواز عاربی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ کانفرنس کا اختتام شیخ الحدیث مولانا حبیب احمد مدظلہ کی دعا سے ہوا۔ کانفرنس میں تشریف لانے والے تمام شرکاء کا اکرام بھی کیا گیا۔ نیز حضرت مولانا محمد یوسف اورکزئی علی خیل نے کہروڑپکا کی مرکزی جامع مسجد تالاب والی چوک بخاری میں ۲۹ مارچ کا خطبہ جمعۃ المبارک بھی ارشاد فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی تین نصائح

دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ

مفتی غلام مصطفیٰ رفیق، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت عقبہ بن عامرؓ مشہور صحابی ہیں، کئی احادیث آپ سے منقول ہیں، ترمذی شریف میں آپؓ سے ایک حدیث منقول ہے، اس میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا النَّجَاۃُ؟ قَالَ: أَمْسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَلْیَسَعْکَ بَیْتُکَ وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ۔"

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی حفظ اللسان)

میں نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلایئے کہ دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ان کے سوال کے جواب میں تین چیزوں کی نصیحت فرمائی، تین باتوں کو نجات کا سبب بتلایا:

۱:- اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

۲:- تمہارا گھر تمہاری کفایت کرے، یعنی اپنے گھر میں رہا کرو۔

۳:- اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں نجات کا ذریعہ اور سبب جن تین چیزوں کو بتلایا ہے، ان میں سے ہر ایک سے متعلق کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی نصیحت: زبان کو قابو میں رکھنا:

نبی کریم ﷺ نے پہلی چیز جس کو نجات کا سبب بتلایا ہے، وہ ہے: "أَمْسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ" ارشاد فرمایا: "اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھنا" یعنی اپنی زبان کو ایسی چیزوں اور ایسی باتوں سے پاک رکھو جن باتوں میں کوئی خیر اور بھلائی نہ ہو، لایعنی گفتگو سے اپنی زبان کو بند رکھو۔

انسانی اعضاء میں سے زبان بڑی اہمیت رکھتی ہے، اسے علماء نے دودھاری تلوار قرار دیا ہے، یہ حق میں بھی چلتی ہے اور باطل میں بھی۔ انسان کی زبان زندوں پر بھی چلتی ہے اور کبھی مُردوں کو بھی نہیں بخشتی۔ اس لئے انسان جو بول اپنی زبان سے نکالے، سوچ سمجھ کر نکالے، ساتھ ساتھ اپنی گفتگو کے بارے میں یہ سوچ بھی رکھے کہ میرا کہا ہوا سب کچھ لکھا جا رہا ہے، مجھے اپنے ہر ہر بول کا حساب دینا ہوگا، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، کیا میں اس کا حساب دے سکتا ہوں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ" کہ انسان کی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا جسے لکھنے کے لئے حاضر باش فرشتہ نگران موجود نہ ہو، یعنی میری اور آپ کی تمام تر گفتگو لکھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے اس کے لئے مقرر کر رکھے ہیں، اس لئے ہمیں اپنی گفتگو میں، گپ شپ میں، ہنسی مذاق میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہیے، زبان سے غلط بول نکل جائے تو بندہ اللہ کے حضور صدقِ دل سے معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اپنی زبان کو فضولیات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم محدث اور عالم تھے، ان کی دینِ اسلام پر استقامت بے مثل تھی، وقت کی تمام طاقتیں انہیں ان کے دینی موقف سے پیچھے نہ ہٹا سکیں، ان کا صبر بعد میں آنے والوں کے لئے ایک مثال بنا۔ ان کے بارے میں سورۃ ق کی مذکورہ آیت کے تحت مفسرین نے ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں علیل تھے، بیمار تھے، اور عام طور پر بیماری میں انسان کراہتا ہے، کراہنے کی آواز منہ سے نکلتی ہے، جسے ہم آہ آہ کرنا کہتے ہیں، تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کراہ رہے تھے، حضرت طاوس رحمۃ اللہ علیہ بزرگ بھی ہیں اور محدث بھی ہیں، وہ اُن کے قریب تشریف فرما تھے، انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ: "یکتب الملک کل شیء حتی الأنین" یعنی فرشتے انسان کی زبان سے نکلا ہوا ہر کلام ہر لفظ لکھ لیتے ہیں، محفوظ کر لیتے ہیں، حتیٰ کہ مریض کا کراہنا بھی لکھ لیا جاتا ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو: "فلم یئن أحمد حتی مات رحمہ اللّٰہ"

یعنی ''امام احمد ؒ نے کراہنا بھی ختم کر دیا، یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔''

اس سے اندازہ لگائیں کہ یہ حضرات اپنی زبان کے معاملے میں کتنی احتیاط کرتے تھے، مباح باتیں بھی بلاضرورت اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے۔ امام احمد ؒ نے بیماری اور مرض کی وجہ سے کراہنا بھی ختم کر دیا کہ کہیں اس پر قیامت میں پوچھ گچھ نہ ہو۔

فسادات کا ایک بڑا سبب:

اگر ہم غور کریں تو ہمیں اکثر لڑائی، جھگڑوں اور فسادات کی بنیاد اور سبب انسانی زبان کی بے احتیاطی اور بے باکی نظر آئے گی۔ ہماری زبانیں آج بڑی بے احتیاط ہو چکی ہیں، جو کچھ ہماری زبانوں پر آتا ہے، ہم بولتے چلے جاتے ہیں، سوچتے بھی نہیں کہ ہماری یہ باتیں برائیوں کے پلڑے کو بھاری کرنے کا سبب بن رہی ہیں، ان پر قیامت میں ہماری سخت پکڑ ہو سکتی ہے اور ہماری غیر محتاط باتیں ہمیں دوزخ کی آگ میں دھکیل سکتی ہیں۔

زبان کی بے احتیاطیوں کا نتیجہ:

حضرت معاذ بن جبل ؓ مشہور صحابی ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ: یارسول اللہ! ''أَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ''...... ''مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو سکوں اور جہنم سے دور کر دیا جاؤں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ سَأَلْتَنِیْ عَنْ أَمْرٍ عَظِیْمٍ''...... ''اے معاذ! تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں عبادات بتلائیں کہ نماز کا اہتمام کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کی استطاعت ہو تو حج کرنا، شرک سے بچنا اور ساتھ ساتھ کچھ نفلی عبادات سے بھی آگاہ فرمایا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَلَا أُخْبِرُکَ بِمَلَاکِ ذٰلِکَ کُلِّهٖ''...... ''اے معاذ! کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتلا دوں، جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے۔'' یعنی ان عبادات کا مدار اس چیز پر ہے، جس کے بغیر یہ سب چیزیں ہیچ اور بے وزن ہیں، حضرت معاذ ؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! ضرور وہ چیز بھی بتلا دیں، نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور ارشاد فرمایا: ''کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا''...... ''اس کو روکو۔'' یعنی زبان کو قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے احتیاط اور بے باک نہ ہو۔ حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِهٖ''...... ''ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟'' بازپرس کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ!''...... ''اے معاذ! تجھے تیری ماں روئے۔'' (عربی زبان کے محاورہ میں یہ کلمہ یہاں پیار و محبت کے لئے ہے) ''وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِھِمْ'' ''لوگوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل زیادہ تر ان کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی، یعنی آدمی جہنم میں اوندھے منہ زیادہ تر زبان کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ہی ڈالے جائیں گے۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہم اپنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں کہ زبان سے سرزد ہونے والے بڑے بڑے گناہ آج ہمارے درمیان وبا کی طرح پھیل چکے ہیں اور ان گناہوں سے بچنے والے لوگ نہایت ہی کم ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ:

نبی کریم ﷺ سید الانبیاء والمرسلین ہیں، قیامت تک کے لئے آخری پیغمبر ہیں، رسول اللہ ﷺ کو اس دنیا میں سب سے زیادہ بولنے کی حاجت وضرورت تھی، اس لئے کہ آپ ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے مقتدیٰ اور پیشوا تھے، آپ ﷺ نے ساری انسانیت کو ہر لحاظ سے ہدایات دینی تھیں، اور اس ضرورت کے لئے آپ ﷺ بولنے میں کوئی کمی بھی نہیں فرماتے تھے، آپ ﷺ نے ضرورت کی ہر چھوٹی بڑی بات بتلائی اور زندگی کے ہر شعبے سے متعلق راہنمائی فراہم کی، اس کے باوجود آپ ﷺ کو دیکھنے والے صحابہ کرام ؓ ارشاد فرماتے ہیں: ''کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طویل الصمت ولا یتکلم إلا فیما یرجوا ثوابہ'' کہ ''نبی کریم ﷺ بہت زیادہ خاموش رہتے تھے اور آپ ﷺ صرف وہی بات فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی،'' اس سے زبان کی احتیاط کا اندازہ لگائیں۔

زبان کی آفتیں:

زبان کے ذریعہ ہم سے بے شمار گناہ سرزد ہوتے ہیں، ان گناہوں میں غیبت، چغل خوری، گالم گلوچ، دوسرے مسلمانوں کو ایذا رسانی شامل ہے، اس لئے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ'' ''اصل حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، یعنی مسلمان کی زبان غیبت، چغلی، بدگوئی اور فحش

باتوں سے محفوظ رہے۔ یہاں زبان کو پہلے ذکر فرمایا اور ہاتھ کو بعد میں، علماء لکھتے ہیں: ''قدم اللسان لأن التعرض بہ أسرع وقوعا وأكثر'' کہ زبان سے سرزد ہونے والی خطائیں جلدی بھی ہوتی ہیں اور اکثر بھی۔ عام طور پر دوسروں کو تکلیف دینے کے لئے انسان زبان کا استعمال زیادہ کرتا ہے اور جو شخص دوسروں کو ہاتھ سے تکلیف نہیں دے سکتا، وہ بھی زبان کے ذریعہ ایذاء پہنچاتا ہے۔

آج ہماری مجلسیں اور بیٹھکیں غیبت سے بھری ہوتی ہیں، ہمیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ دوسروں کی غیبت کرکے ہم اپنے اعمال بھی ضائع کررہے ہیں اور گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں، یعنی غیبت کے گناہ ہونے کا احساس بھی ہمارے دلوں سے رخصت ہوچکا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے اور ہمیں سمجھ نصیب فرمائے۔

حضرت داؤد الطائی رحمہ اللہ کا غیبت کی وجہ سے بے ہوش ہونا:

ایک بزرگ گزرے ہیں جن کا نام ابو سلیمان داؤد الطائیؒ ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، یہ بڑا عجیب ذوق رکھتے تھے، ساری زندگی انتہائی زہد واستغناء کے ساتھ گزاری، روٹی کو پانی میں بھگولیتے تھے، جب وہ گھل جاتی تو شربت کی طرح اسے پی لیتے اور فرماتے تھے: جتنے وقت میں میں ایک ایک لقمہ توڑ کر کھاؤں گا، اتنے عرصہ میں قرآن کریم کی پچاس آیتیں تلاوت کرسکتا ہوں، لہٰذا روٹی کھانے میں عمر کیوں ضائع کروں؟!

ایک دن ایک شخص ان کے پاس آئے اور نصیحت کرنے کی درخواست کی، حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''دیکھو کہ اللہ تمہیں اس جگہ نہ دیکھے جہاں کا اس نے تمہیں منع فرمایا ہے، اور جہاں کا تمہیں حکم دیا ہے، وہاں تمہیں غیر حاضر نہ پائے۔'' مختصر الفاظ میں کتنی عمدہ اور گہری بات فرمائی ہے۔

ان کے بارے میں بعض محدثین نے شروحاتِ حدیث میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ یہ ایک مرتبہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے، یک دم وہاں بے ہوش ہوکر گرپڑے، انہیں اُٹھاکر ان کے گھر لے جایا گیا، جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو پوچھا گیا کہ اس جگہ آپ پر بے ہوشی کیوں طاری ہوئی اور آپ کیوں گر پڑے تھے؟

جواب میں انہوں نے کیا کہا؟ یہ سمجھنے کی بات ہے، ارشاد فرمایا: ''ذكرت أني اغتبت رجلاً في هذا الموضع، فذكرت مطالبتهٗ إياي بين يدي الله تعالى'' جب میں اس جگہ پہنچا تو مجھے یاد آیا کہ اس مقام پر ایک مرتبہ کسی کی غیبت ہوگئی تھی، اور مجھے وہاں پہنچ کر یہ احساس پیدا ہوا کہ کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے مجھ سے اس بارے میں مطالبہ ہوا، حساب کتاب کیا گیا، مجھ سے پوچھا گیا تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس محاسبہ اور اللہ کے سامنے پیشی کے خوف نے مجھے بے ہوش کردیا۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا ایک دعوت میں شریک ہونا:

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بڑے بزرگ گزرے ہیں، طویل واقعہ ہے کہ انہوں نے شہنشاہیت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقرب اور برگزیدہ بندے بن گئے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو ایک دعوت میں بلایا گیا، ضیافت کا اہتمام کیا گیا، آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے تو جو لوگ وہاں موجود تھے: ''أخذوا في الغيبة'' انہوں نے کسی کی غیبت شروع کردی، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بڑے احسن انداز میں انہیں سمجھایا، ارشاد فرمایا کہ دیکھو: ''عندنا يؤكل اللحم بعد الخبز'' ہمارے ہاں پہلے لوگ روٹی کھاتے ہیں، پھر گوشت کھاتے ہیں، یعنی روٹی توڑ کر شوربے میں ڈالی، ثرید بنائی اور پھر بوٹیاں رکھ دیں، تو روٹی کے بعد لوگ گوشت کھالیتے ہیں اور تم لوگ ایسے ہو کہ: ''وأنتم ابتدأتم بأكل اللحم؟'' تمہارے یہاں روٹی سے پہلے ہی گوشت خوری شروع ہوگئی، یعنی ابھی کھانا شروع بھی نہیں کیا اور گوشت کھانا شروع کردیا، یعنی تم لوگوں نے دوسروں کی غیبت شروع کردی، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا اشارہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف تھا کہ:

''أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ۔''

ترجمہ: ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔''

یعنی غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، لہٰذا جس طرح وہ تمہیں پسند نہیں، اسی طرح غیبت سے بھی اپنے آپ کو دور رکھو۔

نبی کریم ﷺ کی پہلی نصیحت کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ زبان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس کا بے جا استعمال نہ کیا جائے۔ ہر انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور بلاضرورت،

لایعنی کلام، فضول گفتگو، گپ شپ سے اپنے آپ کو بچائے۔ یہ نجات کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے اور فسادات، لڑائی اور جھگڑوں سے بچنے کے وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ ہے۔

دوسری نصیحت: اپنے گھر میں رہنا:

سرکارِ دوعالم ﷺ نے دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ: ''وَلْیَسَعْکَ بَیْتُکَ'' ''تمہارے گھر میں تمہارے لئے گنجائش ہونی چاہئے، تمہارا گھر تمہاری کفایت کرے، یعنی بری مجلسوں اور برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی بجائے یکسوئی کے ساتھ اپنے گھر میں رہا کرو، اور اپنے گھر میں رہنے کو اپنے لئے غنیمت جانو، اس لئے کہ یکسوئی کے ساتھ گھر میں رہنا، بہت سارے فتنوں، فسادات اور برائیوں سے نجات پانے کا ذریعہ اور سبب ہے۔ جب انسان کا گھر سے باہر کوئی دینی یا دنیاوی کام نہ ہو، کوئی ضرورت اور حاجت نہ ہو تو اب بلاضرورت گھر سے باہر رہنا، بلاضرورت گھومتے پھرتے رہنا، یہ شریعت میں پسندیدہ عمل نہیں ہے، البتہ کسی کے جنازے میں شریک ہونا، عیادت کے لئے جانا، دینی محافل مجالس میں شریک ہونا، یہ چیزیں انسان کے لئے مفید اور باعث اجر وثواب ہیں، مطلقاً بلاکسی ضرورت اور حاجت کے گھومنا پھرنا اس کو اچھا نہیں سمجھا گیا۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، یہ اور ان کے صاحبزادے سائب ان افراد میں شامل ہیں جنہوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی، اور یہ مہاجرین میں سے پہلے صحابیؓ ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں سن ۲ ہجری میں وفات پائی تھی، اور ان کا یہ اعزاز ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نعش مبارک کو بوسہ دیا تھا۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے چند سوالات کئے، ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ: اے اللہ کے رسول! ''اِئْذَنْ لَنَا فِي السِّیَاحَةِ'' یعنی ''ہمیں سیر وسیاحت کی اجازت عنایت فرمایئے۔ گھومنے پھرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''إِنَّ سِیَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِیْلِ اللّٰهِ۔'' یعنی ''میری امت کے لئے سیر وسیاحت یہی ہے کہ: اللہ کے راستہ میں جہاد کیا جائے۔''

دیکھئے! اس حدیث میں آپ ﷺ نے بغیر کسی منفعت کے سیر وسیاحت کرنے کی اجازت عنایت نہیں فرمائی، بلکہ اس سے منع فرمایا، کیونکہ زمین پر گھومنا پھرنا اور دور دراز کا سفر اختیار کرنا جہاد فی سبیل اللہ میں مطلوب ومحمود ہے۔ محض سیر وسیاحت کی خاطر خواہ مخواہ دنیا کے چکر کاٹنا، جیسا کہ بعض فقیر قسم کے لوگ کرتے ہیں، عقلمندی کی بات نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی اُخروی منفعت و بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ بلاضرورت گھر سے باہر رہنے اور گھومنے پھرنے سے بہت سارے گناہوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، خاص کر فتنے کے زمانے میں گھر میں رہنا انسان کے لئے فتنوں اور پریشانیوں سے بچاؤ کی بہترین تدبیر ہے۔ فضول کی محافل اور مجلسیں لگانا اور ان میں دوسروں کی غیبت اور تبصروں میں مشغول ہونا اپنی زندگی کے قیمتی وقت کو ضائع کرنا ہے۔

دوسری نصیحت میں ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ بری محافل، مجالس اور غلط دوستی، اور صحبت سے اپنے آپ کو دور رکھیں، باہر گھومنے پھرنے کی بہ نسبت اپنے گھر میں رہنا اسی میں عافیت ہے۔ بعض دوستیاں اور تعلقات انسان کو حق سے دور کردیتے ہیں اور انسان قیامت کے دن ایسے برے لوگوں کی دوستی پر افسوس اور ندامت کرے گا، مگر اس دن کی ندامت انسان کو نجات نہیں دلاسکے گی۔ سورۂ فرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یَا لَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا۔'' (الفرقان: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: ''اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گناہ گار اپنے ہاتھوں کو، کہے گا: اے کاش! میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ راستہ۔ ہائے افسوس! کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نافرمانوں سے دوستی اور وابستگی نہیں رکھنی چاہیے، اس لئے کہ اچھی صحبت سے انسان اچھا اور بری صحبت سے انسان برا بنتا ہے۔ اکثر لوگوں کی گمراہی کی وجہ غلط دوستوں کا انتخاب اور صحبتِ بد کا اختیار کرنا ہی ہے۔ اس لئے حدیث میں بھی صالحین کی صحبت کی تاکید اور بری صحبت سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسری نصیحت: اپنی خطاؤں اور گناہوں پر رونا:

نبی کریم ﷺ نے تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ: ''وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ'' یعنی اپنی خطاؤں، اپنے گناہوں اور نافرمانیوں پر اللہ کے حضور شرمسار ہوکر گڑگڑاؤ، اشک بہایا کرو، رویا کرو۔

احساسِ ندامت اور خوفِ خدا میں بہنے

والے آنسو اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔ مومن آدمی جتنا اشک ندامت گراتا ہے، اتنا ہی اللہ کے ہاں محبوب بنتا چلا جاتا ہے۔ تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ اور تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے، یعنی اللہ رب العالمین کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ''لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ'' کہ گناہگاروں کا رونا، احساسِ گناہ میں آنسو بہانا، اللہ کے سامنے عاجزی کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کو تسبیح خوانوں کی آواز سے زیادہ پسندیدہ ہے، اس لئے ہمیں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

کھمس بن حسن قیسی رحمہ اللہ کا چالیس برس تک رونا:

حضرت کھمس بن حسن قیسی رحمہ اللہ بصرہ میں ایک بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں، حدیث کی کتابوں میں ان کی سند سے کئی روایات بھی موجود ہیں، وہ مشہور روایت جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شب قدر کی دعا سکھائی ہے: ''اللّٰھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی'' یہ روایت ان ہی کی سند سے ترمذی شریف میں منقول ہے۔ ۱۴۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی والدہ کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کی سوانح میں لکھا ہے کہ جب ٹھنڈا پانی پیتے تو یہ ایک نعمت بھی ان کے نزدیک اتنی بڑی قیمت رکھتی تھی کہ ٹھنڈا پانی پی کر اس کے بدلے میں، صلے میں آنسو بہایا کرتے تھے، کہ: اے اللہ! آپ نے اپنے فضل سے ٹھنڈے پانی کی نعمت عطا کی۔

ان کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک معمولی غلطی پر چالیس سال تک آنسو بہاتے رہے۔ ایک دن یہ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے بزرگ ابوسلمہؒ کے سامنے اپنے گناہوں کا شکوہ کرنے لگے، اور کہنے لگے: میں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے جس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔ ابوسلمہؒ نے یہ بات سنی تو حیران ہوئے اور پوچھا: ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا ہے؟ کھمسؒ کہنے لگے: ایک دن میرے بھائی مجھ سے ملنے آئے، میں نے ایک دینار کی مچھلی خریدی، چنانچہ میرے بھائی نے وہ مچھلی کھائی، میں نے اُٹھ کر اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ایک ٹکڑا اُٹھالیا، تاکہ وہ اس سے ہاتھ پونچھ لے، صاف کرلے۔ اس مٹی کے ٹکڑے کے اُٹھانے پر میں چالیس سال سے رو رہا ہوں، کیوں کہ وہ ٹکڑا میں نے اپنے پڑوسی کی اجازت اور اس کے علم میں لائے بغیر اُٹھالیا تھا۔ اللہ اکبر! کیسا احساس اور کیسا خدا کا خوف ان کے دلوں میں رچا بسا تھا، اور آخرت کا محاسبہ ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا، چڑھتے سورج کی طرح حساب کتاب اور پوچھ گچھ پر یقین و اعتقاد تھا۔

ترمذی شریف میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے، آپ نے فرمایا: ''لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ'' یعنی ''اس آدمی کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جو اللہ کے خوف سے روتا ہو۔''

نیز ایک طویل روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''سَبْعَةٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ'' کہ ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سائے میں رکھے گا جس روز اللہ کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دامن رحمت میں جگہ دے گا اور انہیں آخرت کی سختیوں سے بچائے گا۔ قیامت کے روز جب کہ تمام لوگ پریشان و حیران ہوں گے تو یہ سات قسم کے لوگ عرش کے سائے میں رحمتِ الٰہی کی نعمت میں آرام و سکون سے ہوں گے۔ ان سات آدمیوں میں ایک وہ آدمی بھی شامل ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور اللہ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت ثابت بنانیؒ کا خوف خدا میں رونا:

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تابعی ہیں، ائمہ حدیث میں سے ہیں، اللہ کے خوف اور خشیت سے بہت کثرت کے ساتھ رویا کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کی آنکھیں دکھنے لگیں، طبیب نے کہا کہ ایک بات کا وعدہ کرلو، آنکھ اچھی ہو جائے گی، اور وہ بات یہ ہے کہ رویا نہ کرو۔ حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ نے طبیب کی یہ بات سن تو فرمایا: ''فَمَا خَیْرُھُمَا اِذَا لَمْ یَبْکِیَا'' اس آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں، اگر وہ روئے نہیں، وہ آنکھ ہی کیا جو اللہ کے خوف سے نہ روئے۔

حاصل یہ ہے کہ انسان اپنی خطاؤں پر رویا کرے، اور اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی شکل ہی بنالیا کرے، بہ تکلف رونے کی کوشش کیا کرے، اس سے دل کی سختی دور ہوتی ہے۔ آنکھوں کا خشک رہنا، جامد رہنا، آنکھوں سے اللہ کی یاد میں آنسوؤں کا نہ بہنا، یہ اچھی علامت نہیں ہے، ایک حدیث مبارکہ میں اس کو بدبختی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصیحتوں پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ ☆☆☆

مبلغین ختم نبوت کا

سہ ماہی اجلاس

مولانا وسیم اسلم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۳۱؍ مارچ کو مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل مبلغین نے شرکت کی: مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد میرپور خاص، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ، مولانا خالد عابد شیخوپورہ، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا محمد حمزہ لقمان مظفرگڑھ، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا محمد حنیف بدین اور مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ نے شرکت کی۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ مرحومین: حضرت مولانا بشیر احمد فاضل پوری، قاری محمد حنیف عثمانی، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، آغا سید محمد شاہ، قاری حبیب اللہ ارشد شجاع آباد، جناب قمر حجازی اوکاڑہ، حافظ محمد رفیع قصور، قاری محمد رفیق شاہ نکدر، مولانا ذکاء اللہ، محمد افضل نمبردار گوجرہ، مولانا محمد عمران چیچہ وطنی، مولانا خالد محمود مدنی کہروڑپکا، مولانا محمد عبداللہ منکیرہ، والدہ محترمہ مولانا اجود حقانی علی پور، والدہ محترمہ مفتی محمد عبداللہ ہاشمی رحیم یارخان، والدہ قاری محمد صادق تبسم، برادر مولانا ابوہریرہ کاموکی، برادر عبدالرحمٰن باجوہ گکھڑ گوجرانوالہ، والد نبیل بلوچ گوادر، ہمشیرہ چوہدری شفقت، مولانا عبدالمنان ٹوبہ، فرزند مولانا محمد جان عابد شہدادکوٹ، ہمشیرہ عبدالسمیع شیخ گمبٹ، والدہ قاری محمد اسلم رحیمی قصور، ملک محمد عاشق شجاع آباد، جناب فیصل خان زمان اخوندزادہ کے چاروں بچوں اور ہمشیرہ کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

اجلاس میں بہت سے انتظامی امور اور اشاعت لٹریچر اور کتب کے فیصلے کئے گئے۔ آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر جو ۱۳؍ اپریل سے شروع ہوکر ۲؍ مئی کو ختم ہوگا کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی۔ کورس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا منیر احمد منور، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد رضوان عزیز، مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا اور دیگر کئی ایک علماء کرام عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات اور رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان، خروج دجال، مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ، قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی، حجیت حدیث، فتنہ گوہرشاہی سمیت جدید فتنوں کے خلاف لیکچر دیں گے اور شرکاء کورس کو نوٹس تیار کرائیں گے۔ نیز مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد خالد عابد شیخوپورہ، مولانا عبدالرشید غازی سمیت کئی ایک علماء کرام شرکاء کورس کی رہائش وخوراک کے انتظامات کی دیکھ بھال کریں گے۔

منڈی بہاؤالدین، کوہاٹ، تاندلیانوالہ، حافظ آباد، ڈیرہ اسماعیل خان، سلانوالی، اوکاڑہ، قصور، کوٹلی، بھمبر، جام پور، رینالہ خورد میں شارٹ کورسز کا فیصلہ کیا گیا۔

کندھ کوٹ، ساہیوال، بہاولنگر، حافظ آباد، ملک وال، منڈی بہاؤالدین، پھالیہ اور ملتان میں کانفرنس کے فیصلے کئے گئے۔

چناب نگر کورس میں درجہ رابعہ اوراس سے اوپر کے درجات کے طلبہ کرام، علماء کرام،

مساجد کے ائمہ وخطباء، عصری تعلیمی اداروں سے کم از کم میٹرک پاس طلبہ شریک ہوسکتے ہیں۔ شرکاء کورس کو حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی تحفہ قادیانیت چھ جلد، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے رسائل، اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ، الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ، قادیانی شبہات کے جوابات تین جلد سمیت تقریباً پانچ ہزار روپے کی کتب فری تقسیم کی جائیں گی۔ شرکاء کورس کی اسباق میں مسلسل اور باضابطہ شرکت یقینی بنانے کے لئے اساتذہ کرام نگرانی فرمائیں گے۔ پروجیکٹر کے ذریعہ بھی اسباق پڑھائے جائیں گے۔ نیز شرکاء کورس کو جدید فتنوں سے متعلق نہ صرف آگاہ کیا جائے گا بلکہ ان کے ملک وملت کے خلاف سازشوں کا توڑ اور ان کے شبہات کے جوابات کے نوٹس تیار کرائے جائیں گے۔ کرائسٹ چرچ نیوزی لینڈ کی جامع مسجد میں جنونی یہودی کا پچاس مسلمانوں کے قتل کی پرزور مذمت کی گئی اور نیوزی لینڈ کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس سانحہ کی سازش کو طشت از بام کرے اور مجرم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ راولپنڈی اور لاہور میں مبلغ رکھنے کی اجازت دی گئی۔ کئی ایک دفاتر کے تعمیری منصوبہ جات کو فی الفور مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ مبلغین نے عہد کیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ نیز عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مولانا فضل الرحمٰن کی مساعی جمیلہ کا خیر مقدم کیا گیا اور اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کا یقین دلایا گیا۔

☆☆..................☆☆

نعت رسول پاک

مولانا شفیق احمد بستوی

نبی ﷺ کے تذکرے سے میں نے دل کو شاداں پایا
خوشی کو روح کی گہرائیوں میں بے گماں پایا

لبوں پر جب ہوئے جاری دُرود پاک کے نغمے
زباں کو میں نے اپنی رشکِ مشک و زعفراں پایا

وہ دیوانے بظاہر ہیں، حقیقت میں ہیں فرزانے
نبی ﷺ کی یاد میں ہم نے جنہیں رطب اللساں پایا

عقیدہ ہے مرا وہ سب سفیرانِ محمد ﷺ ہیں
جنہیں ختم نبوت کا جہاں نے ترجماں پایا

محبت سرورِ عالم ﷺ کی ایماں کی علامت ہے
نبی ﷺ کے عاشقوں نے رتبۂ خلدِ جناں پایا

بنے جو بھی فقیرانِ خدا عشق محمد ﷺ میں
حقیقت میں انہوں نے رتبۂ رشکِ شہاں پایا

خدا کے ذکر اور ذکرِ نبی ﷺ کا مشغلہ رکھئے!
کہ میں نے اس میں پوشیدہ سکونِ قلب و جاں پایا

کبھی رنج و الم پیش آئے تو پڑھئے دُرود اُن پر
دُرودِ پاک کو اہلِ جہاں نے حرزِ جاں پایا

کرم اللہ کا ہوگا شفیقؔ اس پر سرِ محشر
عمل کی زندگی میں جس نے سنت کا جہاں پایا

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی پروگرامز

خطبہ جمعہ: ۲۲ر فروری کا خطبہ جمعہ مدرسہ قاسم العلوم مخدوم پور ضلع خانیوال میں دینے کا اتفاق ہوا، جس کا انتظام ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی زید مجدہ نے کیا۔ مدرسہ قاسم العلوم کے بانی قاری محمد قاسم مدظلہ ہیں۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد اسماعیل قاسم اپنے والد محترم کے دست و بازو ہیں۔ قاسم العلوم کا عرصہ دراز سے تقاضا تھا، مولانا گورمانی نے ان کا تقاضا پورا کرتے ہوئے راقم کو حکم فرمایا۔

جامعۃ المنظور کوٹ مدینہ: پرانا خانیوال میں جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد عبداللہ مدظلہ اور امام ان کے فرزند ارجمند مفتی سمیع اللہ سلمہ ہیں۔ امام وخطیب نے دوروزہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا۔ ۲۲ر فروری مغرب سے عشاء تک مولانا عبدالستار گورمانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیے، جبکہ مقامی ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نعیم نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے علماء کرام اور مشائخ عظام کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

۲۳ر فروری کو مولانا عبدالحکیم مبلغ ساہیوال و پاکپتن نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اور خانیوال ضلع کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا پیر خواجہ عبدالماجد صدیقی نے خطاب فرمایا۔ اس محلہ میں مولانا عبدالماجد صدیقی مدظلہ کے مریدین کی خاصی تعداد ہے۔

خانقاہ شمسیہ نقشبندیہ شاہ منصور صوابی کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس اور صوفیاء کرام کا سہ روزہ اجتماع منعقد ہوا۔ خانقاہ کے سجادہ نشین مولانا اعزازالحق مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر ہیں۔ ان کے برادر کبیر مولانا مفتی رضاءالحق بیرون ملک افریقہ میں قیام پذیر ہیں۔ ہر سال عظیم الشان کانفرنس منعقد کراتے ہیں۔ کانفرنس رائے ونڈ کے اجتماع کا منظر پیش کرتی ہے، جس میں دو درجن سے زائد شعبہ جات قائم کرکے ان کے علیحدہ علیحدہ منتظم مقرر کئے جاتے ہیں۔ کانفرنس وسیع وعریض پنڈال میں منعقد کی جاتی ہے۔ شرکاء کانفرنس بستروں سمیت تین دن کے لئے شریک ہوتے ہیں۔ شرکاء کے لئے رعایتی کھانوں پر مشتمل کینٹین بنائی جاتی ہیں، جس میں کم قیمت پر کھانے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک شعبہ مکتبہ کا بھی ہوتا ہے جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت دیگر مکتبوں کے اسٹال لگتے ہیں۔ کانفرنس اور اجتماع کو کنٹرول کرنے کے لئے سینکڑوں رضا کار چاک و چوبند نظر آتے ہیں۔

امسال ۲۳،۲۴ر فروری کو یہ اجتماع منعقد ہوا جس کی اکثر نشستوں کی صدارت امیر محترم مولانا اعزاز الحق مدظلہ نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ، سرگودھا کے مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی، رحیم یار خان سے مولانا مفتی محمد راشد مدنی، پشاور سے مولانا عابد کمال، نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلم، مردان کے امیر مولانا اکرام الحق اور (راقم) محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خطابات ہوئے۔

چارسدہ کے مدارس میں بیانات: ۲۵،۲۴ر فروری کو چارسدہ کے مدارس میں بیانات ہوئے جن کا اہتمام چارسدہ ضلع کے مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا نجیب الاسلام سلمہ نے کیا۔ چنانچہ ۲۳ر فروری کو صوابی سے فارغ ہوکر مولانا نجیب الاسلام کی معیت میں چارسدہ پہنچے رات کا قیام و آرام مولانا نجیب الاسلام کے مدرسہ میں ہوا۔

۲۴ر فروری صبح نو بجے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ میں طالبات اور مسلمان خواتین سے اصلاحی بیان ہوا، جس کا اہتمام جامعہ کے مہتمم مولانا ضیاء الاسلام نے کیا۔

ساڑھے دس بجے صبح جامعہ فیض القرآن نستہ میں مولانا محمد عبداللہ کی صدارت میں منعقدہ تقریب سے خطاب کا موقع ملا۔

ساڑھے گیارہ بجے جامعہ رقیہ للبنات نستہ میں مولانا ضیاء الحق کی مساعی جمیلہ سے منعقدہ تقریب میں خواتین وبنات سے خطاب ہوا۔

ساڑھے بارہ بجے جامعہ عمر موٹروے نستہ کے طلباء و اساتذہ کرام سے بیان ہوا اور چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ کئی ایک ساتھیوں نے نام لکھوائے، بعد نماز ظہر جامعہ محمدیہ خانمائی مولانا زبیر احمد کی دعوت پر منعقدہ ایک جلسہ سے بیان ہوا جس میں سینکڑوں کی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت تحصیل تنگی کے امیر مولانا خلیل الرحمن مدظلہ نے کی۔ بعد نماز عشاء شیر پاؤ کلی (لبتی) میں جلسہ

منعقد ہوا۔اس کی صدارت بھی مولانا خلیل الرحمٰن نے کی۔ جلسہ سے مولانا نذیر گل، قاری محمد شاکر، حاجی فیض محمد، پروفیسر نیاز محمد نے بھی خطابات کیئے۔ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے،ان کی آمد پر گُل پاشی کی گئی اور نعروں کی گونج میں استقبال کیا گیا۔

جامعۃ السلیم میں بیان: ۲۵ر فروری کو صبح دس بجے مولانا آدم خان خطیب راولپنڈی کے مدرسہ جامعۃ السلیم میں بیان ہوا۔ جامعۃ السلیم استاذ العلماء سابق صدر وفاق المدارس مولانا سلیم اللہ خانؒ کی یاد میں قائم کیا گیا، جس میں سینکڑوں کی تعداد میں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ کے اساتذہ کرام نے مہمانوں کا استقبال کیا۔محمد اسماعیل شجاع آبادی نے طلباو اساتذہ کرام سے خطاب کیااور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

ڈگری کالج تنگی میں منعقدہ ختم نبوت سیمینار سے خطاب: تنگی ڈگری کالج کے اسٹوڈنٹس اور پروفیسرز سے خطاب کا موقع ملا اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ ڈگری کالج کے پرنسپل جناب پروفیسر محمد ادریس ہیں۔ کالج میں وقتاً فوقتاً مختلف دینی موضوعات پر سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۱ بجے قبل از دوپہر سیمینار منعقد ہوا، جس میں (راقم) محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تقریباً آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ بعدازاں سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ محمد اسماعیل نے پروفیسرز اوراسٹوڈنٹس کے سوالات کے جوابات دیئے۔

جامعہ اسلامیہ فریدیہ کانگڑہ میں خطاب: جامعہ فریدیہ عارف باللہ، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ سابق استاذ جامعہ حقانیہ کی یاد میں بنایا گیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، ہمارے خانیوال کے معروف شیخ طریقت حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ جہاں علوم ظاہریہ کے فاضل اجل عالم تھے۔ وہاں سلسلۂ نقشبندیہ کے بھی عظیم شیخ طریقت تھے۔آپ کی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ کا فیضان صوبہ خیبر پختونخواہ میں بہت پھیلا، آپ پینتیس سال دارالعلوم حقانیہ کے استاذ رہے۔آپ کے خلفاء کی تعداد ۲۲ سو ہے۔ مولانا میاں ایاز حقانی مدظلہ بھی آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ انہوں نے کانگڑہ تحصیل تنگی میں جامعہ فریدیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا ہوا ہے، جس میں سینکڑوں بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ پیراستہ ہورہی ہیں۔ موصوف کی دعوت پر ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی، بعد نماز عصر جامعہ نعمانیہ شب قدر ضلع چارسدہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا عطاء اللہ نے کی۔ مقامی علماء کرام کے علاوہ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بھی تفصیلی خطاب کیا۔ کانفرنس مغرب کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس میں سینکڑوں طلبا و علماء کرام کے علاوہ عوام نے بھی شرکت کی۔ شرکاء کانفرنس کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ چونکہ علماء وطلبا کی کثرت تھی، اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ کئی ایک علماء وطلبا نے اپنے نام لکھوائے اور کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

تنگی ضلع چارسدہ مجلس کے عہدیداران مولانا خلیل الرحمٰن امیر، مولانا شمس الحق نائب امیر، مولانا عبدالوکیل ناظم اعلیٰ، مولانا نذیر گل ناظم اطلاعات، جناب محمد مدثر ناظم مالیات، چارسدہ تحریک آزادی سمیت تمام تحریکوں کا مرکز رہا ہے۔ جہاں بڑے بڑے علماء کرام، مجاہدین اسلام پیدا ہوئے۔ حاجی محمد امین ترنگ زئی، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا عبدالواحد آسی اسی علاقہ کے رہائشی تھے۔ پشتو زبان کے معروف شاعر جناب حافظ عمر گل جان بھی چارسدہ کے تھے۔ چارسدہ میں بنین کے مدارس کی تعداد ۲۵ رجسٹرڈ ہے اور بنات کے تین سو سے زائد مدارس ہیں۔ ایشیا کا سب سے بڑا قبرستان چارسدہ میں ہے، جو دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ چارسدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا پیر حزب اللہ جان مدظلہ العالی کی زیارت تو نہ ہوسکی، لیکن ان کے سیکریٹری مولانا نجیب الاسلام پورے سفر میں ہم رکاب رہے۔ مولانا عبدالوہاب، جناب عبدالحمید بھی بعض اسفار میں ساتھ رہے۔

دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا: دارالعلوم کی بنیاد تلمیذ انور شاہؒ حضرت مولانا عبدالخالقؒ نے کبیر والا میں رکھی، دیکھتے ہی دیکھتے دارالعلوم کبیر والا جامعہ دارالعلوم بن گیا۔ جہاں سے ہزاروں تشنگانِ علوم نبوت نے سیرابی حاصل کی۔ ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ایک عرصہ تک دارالعلوم میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

میرے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے یہاں سے دورۂ حدیث شریف کیا، مجلس کے مبلغین مولانا خدابخشؒ، مولانا حافظ احمد بخشؒ بھی دارالعلوم کے فاضل تھے۔ میرے کئی ایک اساتذہ کرام مولانا مشتاق احمدؒ، مولانا محمد عبداللہؒ، مولانا منیر احمد

منور مدظلہ، مولانا حبیب احمد مدظلہ، مولانا محمد امینؒ اسی ادارہ کے طالب علم رہے۔ تو گویا میں بھی ایک واسطہ سے یہاں کا خادم اور طالب علم ہوں۔ ۲۶ر فروری ظہر کی نماز کے بعد طلبا سے خطاب کا شرف حاصل ہوا، کئی ایک طلبا کرام نے چناب کورس کے لئے نام لکھوائے۔

جامعہ خالد ابن ولید ختم کالونی وہاڑی کے بانی استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگرد اور خلیفہ ہیں۔ شہری ماحول سے بہت دور یہ عظیم درسگاہ دینی علوم کی نشرواشاعت کی عظیم یونیورسٹی ہے، جس کے بانی مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ ہیں۔ یہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ سینے میں دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں۔ دینی جماعتوں کے اختلاف و انتشار پر کڑھتے رہتے ہیں۔ ۲۶ر فروری کو عصر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ ابوہریرہ میلسی: جامعہ کے بانی مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں، یہ بھی ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں، چند سال قبل انہوں نے جامعہ کی بنیاد رکھی، کئی منزلہ مسجد، دارالاقامہ، درسگاہیں، فیملی کوارٹرز اہل خیر کے تعاون کے منتظر ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد جامعہ کے طلبا سے خطاب کا موقع ملا اور چناب نگر کورس کی دعوت دی۔ دارالعلوم کبیر والا میں ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی سلمہ کی معیت حاصل رہی۔

دارالعلوم رحیمیہ پیر کالونی ملتان: دارالعلوم کے بانی حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہ بھی ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں ہر سال کی طرح اس سال بھی ۲۷ر فروری کو گیارہ سے ساڑھے گیارہ بجے تک طلبا کرام سے گفتگو کا موقع ملا۔ مولانا وسیم اسلم کی معیت و رفاقت بھی حاصل رہی۔

جامعہ خیرالمدارس ملتان: جامعہ کی بنیاد خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے قیامِ پاکستان کے بعد رکھی۔ اس جامعہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا خون پسینہ بھی شامل ہے۔ حضرت جالندھریؒ نے جامعہ محمدیہ کے نام سے جامع مسجد سراجاں چوک حسین آگاہی ملتان میں قیام پاکستان سے پہلے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جب حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے اور خیرالمدارس کی بنیاد رکھی تو مجاہد ملت مولانا جالندھریؒ نے اپنے جامعہ کے تمام اساتذہ کرام، طلبا، لائبریری، تپائیاں اور سارا سامان حضرت مولانا خیر محمدؒ کے سپرد فرما کر اپنے آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی بھی ہمارے مولانا جالندھریؒ کی دریافت تھے۔ حضرت مولانا خیر محمدؒ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ مہتمم رہے۔ مولانا محمد شریفؒ درویش منش انسان تھے، اپنے تمام تر فقر و درویشی کے باوجود خیرالمدارس کی عظمت میں کمی نہ آنے دی۔ حرمین شریفین کے سفر پر تھے کہ مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔

مولانا محمد شریفؒ کے بعد جامعہ کی شوریٰ نے اہتمام کی ذمہ داری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کے سپرد کی۔ ’’کم ترک الاولون للآخرین‘‘ کے مصداق موصوف نے مدرسہ کی شہرت کو چار چاند لگائے۔ جامعہ کے قدیم اساتذہ کرام جو موجودہ مہتمم کے اساتذہ تھے۔ امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا منظور احمد مدظلہ نے اپنے ہونہار شاگرد کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ ہونہار شاگرد نے کمال اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اساتذہ کرام کی خدمات کو جاری رکھا۔ پانچ منزلہ دارالقرآن بنوایا، جدید طرز کے دفاتر بنوائے، اساتذہ کرام کے فیملی کوارٹر، عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی جس میں پانچ سے چھ ہزار نمازی بیک وقت سما سکتے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کو فون کیا انہوں نے خورد نوازی کرتے ہوئے خطاب کی اجازت دی، چنانچہ راقم الحروف نے ۲۷ر فروری کو عصر کی نماز کے بعد مختصر خطاب کیا۔ خطاب سے پہلے اعلان اور خطاب کے بعد بھرپور تائید سے سرفراز فرمایا۔ ملتان کے مبلغ مولانا وسیم اسلم سلمہ نے درجۂ رابعہ سے دورۂ حدیث شریف تک تمام درجات کے لئے ایک ایک امیر مقرر کیا۔ دسیوں طلبا نے شرکت کا وعدہ کیا۔ حضرت الاستاذ مولانا منظور احمد دامت برکاتہم العالیہ، برادر کبیر مولانا مفتی محمد عبداللہ صدر مفتی جامعہ خیرالمدارس اور دیگر اساتذہ کرام تشریف فرما رہے اور ان کی زیارت و دعاؤں سے بہرہ ور ہوا۔ جامعہ خیرالمدارس بانی جامعہ کی ہدایات کے مطابق ترقی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہے، ہر سال سینکڑوں طلبا اور طالبات سند فضیلت اور دستار فضیلت حاصل کرتے ہیں۔ راقم الحروف کو بھی ایک سال جامعہ کی شاگردی نصیب رہی۔

(جاری ہے)

خانوادۂ نورو عثمانی کا اِک چراغ

(مولانا رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ اور خاندانِ نور کے احوال)

(۲)

مولانا طلحہ رحمانی

باسعادت اولاد کے مختصر احوال

حضرت ناظم صاحبؒ اور ان کی اہلیہ محترمہ ومکرمہ مدظلہا کو پانچ بیٹوں و پانچ بیٹیوں سے اللہ نے نوازا، جس میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹے اپنے لیے صدقات جاریہ بنا کر سفر آخرت پر چلے گئے۔

حضرت ناظم صاحبؒ اور ان کی اہلیہ مدظلہا نے اپنے بڑوں کی مانند اپنی اولاد کے تقریباً تمام رشتے دین کی عالی نسبت سے کرنے میں بھی اپنا امتیاز برقرار رکھا۔ ہمارے اکابر کے فیض یافتہ صاحب نسبت ولی کامل حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ تھے جن کے درس قرآن کا کراچی میں معروف بڑا حلقہ تھا، آج درس قرآن کے نام سے کئی جلدوں میں مطبوع شکل میں اہل علم کے لیے ایک علمی شاہکار آپ کے لئے صدقہ جاریہ کا فیضان کی صورت میں موجود ہے، ان کے فرزند حافظ ظفر احمد زید مجدہ حضرت ناظم صاحبؒ کے داماد ہیں، محترم حافظ صاحب کراچی میں قدیم تبلیغی مرکز ''مکی مسجد'' میں گزشتہ پچپن ساٹھ سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دعوت وتبلیغ ہی سے چالیس سال سے منسلک محترم انجینئر اقبال مظفر صاحب حضرت ناظم صاحبؒ کے دوسرے داماد ہیں، آپ کے ماشاء اللہ! پانچ صاحبزادے ہیں، جو سب عالم، حافظ اور مفتی کی نسبتوں کے ساتھ دینی مناصب پہ فائز خدمت میں مصروف ہیں۔

سوات سے تعلق رکھنے والے جامعہ دارالعلوم کراچی کے اولین طلبہ میں شامل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن دامت برکاتہم ہیں، آپ اس وقت اپنے مادر علمی کے استاذ الحدیث، بہترین منتظم اوصاف کے حامل اور کئی علمی، عملی اور روحانی خوبیوں سے اللہ نے نوازا ہے، آپ کو اعلیٰ خاندانی روایات کی پاسداری کرنے والی شخصیت کے روپ میں دیکھا ہے، تقریباً ساٹھ برسوں سے تعلیمی و تدریسی شعبہ سے وابستہ ایک صاحب ذوق، صاحب قلم اور صاحب فکر کردار میں اپنا امتیاز رکھنے والے ہر دلعزیز ہیں، آپ ناظم صاحبؒ کے تیسرے داماد ہیں، آپ کے دو صاحبزادگان بھی درس نظامی کی تدریس اور فتویٰ نویسی سے وابستہ اپنے علمی خاندان کے فیض کو آگے منتقلی میں مصروف ہیں۔

عظیم مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بزرگ استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد انور بدخشانی مدظلہ العالی ہیں، آپ کی علمی و تصنیفی وسیع خدمات سے عرب وعجم میں استفادہ کیا جارہا ہے، نصف صدی سے زائد آپ کی تدریس سے مستفید ہونے والے ہزاروں تلامذہ آج دنیا بھر میں اپنا حق علم ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو میں آپ کے رشحات قلم سے علوم وفنون کا وسیع ذخیرہ مطبوع موجود ہے، اور کئی علمی شہ پارے طباعت کے منتظر ہیں، جس میں ایک تاریخی کاوش چار جلدوں میں آنے والی تفسیر ''فتح الرحیم'' بھی ہے جو طباعت کے مراحل میں ہے۔ آپ کی دقیق و بسیط علمی تحقیق سے فارسی زبان میں ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کو ایک جامع شاہکار کی صورت میں سعودی حکومت کے مطبع الملکی نے دنیا بھر کے فارسی زبان والوں کے لیے ایک تحفہ کے طور پہ شائع کیا ہے، یقیناً یہ ایک اعزاز ہونے کے ساتھ صدقہ جاریہ بھی ہے۔ اس سے قبل ہمارے اکابر میں سے یہ اعزاز حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مقبول عام تفسیر کو حاصل تھا اور اب یہ سعادت محدث العصر حضرت بنوریؒ کے فیض یافتہ حضرت مولانا محمد انور بدخشانی مدظلہ کو حاصل ہوئی ہے، اور راقم کے نزدیک یقیناً اہل حق کے طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بھی بڑا سرمایہ ہے۔ مولانا مدظلہ حضرت ناظم صاحبؒ کے چوتھے داماد ہیں، حضرت مولانا انور بدخشانی مدظلہ کی اس سے قبل راقم کے نانا جان محدث العصر حضرت بنوریؒ کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی، ستر کی دہائی

میں آپ کی ایک بیٹی کی پیدائش بھی ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد بیٹی اور ہماری خالہ جانؒ کا سانحہ وفات ہوا، ان کے انتقال کے بعد حضرت بنوریؒ کی خواہش پہ حضرت ناظم صاحبؒ اور مفتی محمد شفیعؒ کے خاندان سے یہ رشتہ ہوا، ناظم صاحبؒ کی دختر آپ کی بیٹیوں میں واحد حافظہ تھیں، امام القراء، حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ کو پورا قرآن سنانے کا شرف بھی حاصل ہوا، جواں عمری میں گردہ کی خرابی کے عارضہ میں کافی عرصہ مبتلا رہ کر انتقال فرما گئیں۔ آپ کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں، آپ کے دونوں فرزند برادرم مولانا محمد انس انور وعزیزم مولانا محمد عمر انور حفظہما اللہ حافظ، جید عالم اور باصلاحیت مفتی ہیں۔ دونوں اپنی مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں استاذ اور افتاء وعلمی تحقیق کے امور سے منسلک ہیں۔ مفتی انس انور زیدمجدہ جامعہ میں دارالافتاء کے مسند نشین ہونے کے ساتھ ساتھ تدریس کی ذمہ داریوں میں بھی مصروف ہیں۔ مولانا محمد عمر انور سلمہ جامعہ میں تدریس وشعبۂ تحقیق کے ساتھ فن خطاطی وخوش نویسی کے رموز آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ کراچی کی ایک بڑی جامع مسجد میں امامت وخطابت کی دینی ذمہ داری بھی ادا کر رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خاندان عثمانی اور ناظم صاحبؒ کے گھرانے سے ہمارے خاندان بنوری وکامل پوری کا باہمی ربط وتعلق دہائیوں سے دیرینہ وقریبی چلا آرہا ہے، اس قربت کی کئی وجوہات ہیں جس میں مولانا بدخشانی حفظہ اللہ کا ہمارے خالو ہونے کے رشتہ اور ان کی اہلیہ رحمہا اللہ کا ہماری والدہؒ سمیت خاندان بنوری کے گھرانوں سے مودت والفت بھی قربت کی اہم وجہ رہی ہے۔ راقم نے جب سے شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت سے والدہ انس کو اپنے گھرانے کے لمحات خوشی و غمناک مواقع پہ ساتھ ہی دیکھا، ہماری والدہؒ ان کو اپنی چھوٹی بہن کہتی ہی نہیں تھیں، بلکہ مانتی بھی تھیں، مجھے یاد ہے جب ان کے انتقال کی افسوس ناک خبر ہمارے گھر آئی تو والدہ ماجدہؒ کی غمناک حالت کا منظر آج بھی یادداشت میں محفوظ ہے۔ ہمارے بڑوں نے جن محبتوں سے رشتوں کی اہمیت کو اپنایا، وہ یقیناً ایک حسین و خوشگوار احساس بھی ہم کو دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام بڑوں کے درجات خوب سے خوب بلند فرمائے اور ہم کو ہمارے خونی ونسبی نسبتوں کی لاج رکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مدینہ منورہ میں مقیم ایک خادم حافظ عطاء الرحمٰن دہلویؒ تھے، خوبصورت آواز اور سوز وگداز سے عربی لہجہ میں قرآن مجید پڑھنے کا اللہ نے خوب ملکہ عطا فرمایا تھا، ان کو مسجد قبا، جیسی اہم مسجد میں امامت کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ یہ حضرت ناظم صاحبؒ کے سب سے چھوٹے داماد تھے، شوال ۱۴۱۶ھ موافق مارچ ۱۹۹۶ء میں اپنی والدہ ودیگر اہل خانہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کی سعادت کے لیے جاتے ہوئے احرام کی حالت میں کار کے جان لیوا حادثہ کا شکار ہوئے، جس میں حافظ صاحبؒ اور آپ کی والدہ شہید ہوئیں۔ حالت احرام میں شہادت سے سرفراز ہونا یقیناً بڑی سعادت وانتہائی قابل رشک ہے۔ جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ ناظم صاحبؒ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حفظہا اللہ کے اس رشتہ کا دلچسپ واقعہ اپنی والدہ ماجدہؒ سمیت دیگر قریبی خاندانی ذرائع سے سنا تھا، ناظم صاحب کے خاندان ہی کی وساطت سے کینیڈا میں دنیاوی اعتبار سے امیر گھرانہ میں بات طے ہوگئی تھی، ناظم صاحب نے لڑکے کو دیکھا نہیں تھا، اتنا بتایا گیا تھا کہ اچھے خاندانی لوگ ہیں، کچھ عرصہ بعد لڑکے والے کراچی آئے تو ان کی داڑھی پوری نہیں تھی، شادی کی تقریباً تمام تیاریاں ہوچکی تھیں، حتی کہ دعوت نامے تقسیم ہوچکے تھے، اسی دوران حافظ عطاء الرحمٰنؒ کے خاندان سے رشتہ آیا، ان کو معلوم نہیں تھا کہ رشتہ ہوچکا ہے۔ حافظ صاحب ماشاء اللہ! حافظ قرآن اور دینی گھرانے کے فرد تھے، ناظم صاحب نے فوراً کینیڈا والے رشتہ سے انکار کرکے حافظ صاحبؒ سے طے کردیا، پورے خاندان والے حیران بھی ہوئے اور بعض نے انتہائی ناگواری کا بھی اظہار کیا، لیکن ناظم صاحبؒ نے دنیا کے اعتبار سے امیر رشتہ پر دین کی نسبت والے رشتہ کو ترجیح دی، اس سے حضرت ناظم صاحبؒ کی دینی فکر کی عملی رفعت اور حساسیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، واقعی جس نے اپنی رضاء کو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کے مطابق قربان کیا، اللہ نے اس کو دنیا میں بھی سرخرو کیا، اور یقیناً آخرت میں جس طرح ایسے لوگ نوازے جائیں گے اس سعادت کا ادراک اہل فکر ونظر کرسکتے ہیں۔

(جاری ہے)

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۱۲

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

مرزا کی صحت:

اب ذرا یہ بھی پڑھتے چلیں کہ مرزا کتنا صحت مند آدمی تھا؟ اس کی صحت کو چار چاند لگے ہوئے تھے یا نہیں؟ یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے انسانوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا، وہ سب کے سب خوبصورت، اچھے جسم، اچھے اعضاء اور اچھی صحت کے مالک تھے، لیکن ہم مرزا کو اس آئینے میں تو دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ہماری اب تک کی ساری محنت کا حاصل یہ ہے کہ مرزا آدمی کس قسم کا تھا؟ تو آیئے مرزا کی صحت پر دو باتیں ہو جائیں اور یہ سب باتیں اس کی اپنی اور مرزائی کتب سے لی ہوئی ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھ رہے۔ مرزا ایک جگہ لکھتا ہے:

”مجھے دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی، ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت پیشاب۔“

آپ سوچ رہے ہوں گے یہ مراق کیا ہوتا ہے؟ اطباء حضرات کا کہنا ہے کہ مراق ایک قسم کا دماغی مرض ہوتا ہے، اس کو جنون بھی کہا جا سکتا ہے اور جنون کو عام الفاظ میں پاگل پن کہا جاتا ہے، گویا مرزا نے خود لکھا ہے کہ اس کے اوپر کے دھڑ میں پاگل پن کی بیماری تھی۔

کثرت پیشاب کا مطلب ہے: بار بار پیشاب آنا۔ مرزا نے خود لکھا ہے کہ بعض اوقات مجھے دن میں سو سو بار پیشاب آتا ہے۔ اس کی اس بات پر جب ہم نے ریاضی کے طریقے سے حساب لگایا تو بہت حیرت ہوئی۔ آپ بھی یہ حساب لگا ہی لیں۔ ہم آپ کو حساب لگانے کی دعوت دیتے ہیں۔ دیکھئے! ایک آدمی ایک بار پیشاب، پھر استنجا کرنے اور ہاتھ دھونے میں کم از کم پانچ منٹ لگاتا ہے، جو پیشاب کے مریض ہوتے ہیں وہ تو اس سے کہیں زیادہ وقت لگاتے ہیں، خیر ہم یہاں اوسطاً پانچ منٹ لگا لیتے ہیں۔ دن میں اگر سو مرتبہ پیشاب کیا تو ۵۰۰ منٹ پیشاب کرنے میں خرچ کر دیئے۔ صبح سے رات کو سونے تک کا وقت عام طور پر ۱۲ سے ۱۶ گھنٹے تو صرف پیشاب کے نکل گئے، اگر یہ سو مرتبہ پیشاب ۲۴ گھنٹوں میں ہوتا تھا، تب بھی ۲۴ گھنٹوں میں سے ۸ گھنٹے سونے کے، ۸ گھنٹے پیشاب کے، باقی ۸ گھنٹے زندگی کی تمام تر مصروفیات کے۔ بے چارے جھوٹے دعویدار کے پاس مرزائی امت کے لئے کتنا وقت بچتا تھا؟ یہ آپ سوچ لیں، کچھ حساب تو آپ خود بھی لگائیں۔

پھر مرزا کو دق کی بیماری بھی تھی۔ یہ بیماری ماں باپ کے زمانے سے تھی، گویا پیدائشی تھی۔ باپ اس مرض کے علاج کے لئے مرزا کو پائے کا شوربہ پلاتا تھا۔ اس بیماری کی وجہ سے مرزا کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔

آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ دق ٹی بی کو کہتے ہیں۔ ٹی بی کا مریض کھانستا بھی رہتا ہے، باقی بچنے والے آٹھ گھنٹوں میں سے اس بے چارے کو کھانسنے کا وقت درکار تھا۔ اس کے علاوہ بھی مرزا کو کئی بیماریاں تھیں۔ دماغی امراض بھی تھے، مرگی کا دورہ بھی اکثر پڑتا تھا۔ (یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ اس زمانے میں جب کوئی مرگی کا مریض دورہ پڑنے پر گر پڑتا تھا تو لوگ ایسے مریض کو جوتا سنگھاتے تھے) مرگی کے دورے کے علاوہ مرزا کو سر درد تو اکثر رہتا ہی تھا، ایک جگہ لکھتا ہے:

”مجھے دو بیماریاں مدت سے تھیں (مرزا نے اپنی بہت سی بیماریاں دو دو کر کے گنوائیں ہیں، مرزا جی بکار خویش ہشیار تھے) ایک شدید سر درد جس سے میں نہایت بے تاب ہو جاتا تھا اور ہولناک بیماریاں پیدا ہو جاتی تھیں اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک رہا اور اس کے ساتھ دوران سر بھی رہتا تھا اور حکیموں نے لکھا ہے کہ ان بیماریوں کے نتیجے میں آخرکار مرگی ہو جایا کرتی ہے۔ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بھی مرگی میں مبتلا ہو کر مر گئے تھے، اس لئے میں دعا

کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان امراض سے محفوظ فرمائے۔'' (لیکن مرزا کی کوئی دعا قبول نہ ہوئی، وہ بیماریوں کا مجموعہ ہی رہا اور یہ بیماریاں آخروقت تک اسے لاحق رہیں۔ ۱۹۰۶ء تک لکھی جانے والی کتب میں بیماریوں کا ذکر ملتا ہے جب کہ مرزا ۱۹۰۸ء میں ہیضے سے مرا تھا، ثابت ہوا کہ مرزا تمام عمر بیماریوں میں گھرا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیماریوں سے محفوظ نہ رکھا)۔

اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی چار ٹانگوں والی بلا جو بھیڑیے کے قد کے برابر تھی اور جس کے بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے، مجھ پر حملہ کرنے لگی، میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ مرگی ہے تو میں نے دائیں ہاتھ کو زور سے اس کے سینے پر مارا اور کہا: دور ہو، تیرا مجھ سے کوئی حصہ نہیں، تب وہ شدید بیماریاں جاتی رہیں (یہ اس کا سفید جھوٹ ہے، اگلے جملے خود اس کے جھوٹ کا ثبوت ہیں) اور وہ شدید درد بالکل جاتا رہا، صرف سر کا چکر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ دوسرا مرض پیشاب کا ہے جو بیس برس سے ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں، بیس برس سے مرض ہے، علاج نہیں ہوسکا، یعنی مرزا کی بیماری لاعلاج تھی) اور ابھی تک بیس مرتبہ کے قریب پیشاب آتا ہے۔ (شوگر کا مرض ہے، ایک عام انسان کو روزانہ بیس مرتبہ پیشاب آنے لگ جائے تو اس کا کیا حال ہوجاتا ہے؟ یہ آج کے ڈاکٹر حضرات سے پوچھ لیں، پھر مرزا کو دن میں سو مرتبہ بھی پیشاب آتا تھا) ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربے کی رو سے پیشاب کی اس بیماری کے نتیجے میں آنکھوں میں موتیا بھی اتر سکتا ہے یا بڑا پھوڑا سرطان کا نکل سکتا ہے سرطان (کینسر) جو مہلک ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت مجھے موتیا کے بارے میں الہام ہوا، سوایک عمر گزری، میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔''

اس تحریر کے آخر میں لکھا ہے کہ ایک عمر گزری اب محفوظ ہوں۔ اس کے بعد یہ تحریر بھی پڑھ لیں:

''یہ دو بیماریاں کبھی تو دعا سے اس طرح بھاگ جاتی ہیں جیسے کبھی تھیں ہی نہیں اور کبھی پھر آجاتی ہیں۔ ایک مرتبہ ہم نے دعا کی کہ یہ دونوں بیماریاں بالکل دور کردی جائیں مگر جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔''

آپ نے غور کیا؟ اوپر لکھا کہ ایک عمر گزر گئی، اب میں ان بیماریوں سے محفوظ ہوں۔ یہاں لکھا کہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کردی جائیں، مگر جواب ملا ایسا نہیں ہوگا۔ آپ ہی بتائیے! مرزا کی ان میں سے کون سی بات درست ہے؟

اور پڑھیے اور سر دھنیے لکھتا ہے:

''میں ایک دائم المریض (یعنی ہمیشہ بیمار رہنے والا مریض) آدمی ہوں۔ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور نیند کی کمی اور تشنج قلب (دل میں جھٹکے لگنا) کی بیماری دورہ لے کر ساتھ آتی ہے۔ ایک بیماری شوگر کی ہے، ایک مدت سے چلی آرہی ہے۔''

مرزا نے کسی کے نام ایک خط میں یہ الفاظ لکھے ہیں:

''میری حالت اسی طرح ہے کبھی سر کے چکروں کا بہت غلبہ ہوجاتا ہے اور کبھی یہ درد کم ہوجاتا ہے، لیکن کوئی وقت خالی نہیں جاتا، مدت ہوئی نماز بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے (اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جو کھڑے ہوکر نماز بھی نہیں پڑھتا تھا) بعض اوقات نماز درمیان میں توڑنا پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے تکلیف ہوجاتی ہے۔ زمین پر قدم اچھی طرح نہیں رکھ سکتا، چھ سات ماہ سے (اوپر لکھا ایک مدت سے) نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھی جاتی اور نہ سنت کے طریقے سے بیٹھ کر ہی پڑھی جاتی ہے۔ قرأت میں قل ھو اللہ بھی مشکل سے پڑھ سکتا ہوں، کیونکہ نماز کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ ہی بخارات چڑھتے ہیں۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا! مطلب یہ کہ وہ کون سی بیماری ہے جو مرزا کو نہیں تھی اور یہ بیماریاں نماز کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ ہیں، بیماریاں بھی ایسی تھیں کہ بار بار نماز توڑتا تھا۔ اللہ نے اس شخص سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کرلی تھی۔ یہی نہیں، مرزا کا حافظہ بھی کمزور تھا۔ اعصابی امراض کا بھی شکار تھا۔ ایک جگہ اپنے حافظے کی تعریف اس نے ان الفاظ میں کی ہے:

''میرا حافظہ بہت کمزور ہے، کئی دفعہ کبھی کسی سے ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔''

(جاری ہے)

دُعائے انسؓ

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ط

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ

عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ

وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط

عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اِنَّ وَلِیِّ َۦ اللّٰہُ الَّذِیْ

نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ہ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ہ

www.shaheedeislam.com
www.fb.com/shaheedeislam

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

الله
محمد رسول

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

صدر دفتر جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340